

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

# شماره اول الاسلام

(پنجابی)  
بھیرہ

مسالہ  
ماہواری

ماہ جولائی ۱۹۳۵ء

مدیر

ظہور احمد اختر

بانتظام مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی پرنٹرز لاہور سے بطبع ہو کر صرف سالیانہ سولہ روپے سے شائع ہوتا ہے۔

# بیادگار

اعلیٰ حضرت جامع الشریعت والطرقت فخر العلماء قد وہ السالکین زینۃ العارفین  
امام العارفین مولانا کمالی محمد ذاکر گوی نور اللہ مرقدہ

## اغراض و مقاصد

- ۱۔ اندرونی و بیرونی عملوں سے اسلام کا تحفظ تبلیغ و اشاعت اسلام۔
- ۲۔ اصلاح رسوم
- ۳۔ احیاء و اشاعت علوم دینیہ۔

## قواعد و ضوابط

- ۱۔ رسالہ کی عام قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ سالانہ مقرر ہے۔ مگر جو صاحب یا مخیر و سید یا اس زبیرہ رقم یومین اعانت ارسال فرمائیں گے۔ وہ معاون خاص تصور ہونگے۔ ایسے حضرات کے اسماء گرامی شکرہ کے ساتھ درج رسالہ بنا کر دیں گے۔
- ۲۔ مغرب اور فلس اشخاص اور طلباء کیلئے رعایتی قیمت دو روپیہ سالانہ مقرر ہے۔
- ۳۔ ممبران حزب الانصار اور حزب الانصار کے معاونین کی خدمت میں رسالہ بلا معاوضہ بھیجا جائیگا۔ چندہ ممبری کم از کم کم نامہ وار مقرر ہے۔
- ۴۔ جو صاحب کم از کم ۵ فریاد دیئے وہ معاونین میں شمار ہونگے۔ اور ان کی خدمت میں انکی خواہش پر ایک سال کیلئے رسالہ مفت جاری کیا جائیگا۔
- ۵۔ بذریعہ وی بی ارسال کرنے پر ہم زیادہ خرچ ہوتے ہیں۔ نیز بعض اصحاب وی بی واپس کرتے ہیں۔ ایسے دفعہ کالقصان ہوتا ہے۔ لہذا جملہ خریداران زرچندہ بذریعہ وی آرڈر ارسال فرمایا کریں۔
- ۶۔ نمونہ کار پرچہ ہر کے ٹکٹ آنے پر ملے گا۔ مفت نہیں بھیجا جاتا۔
- ۷۔ رسالہ ہر سال گزری ماہ کی ۲۰ تاریخ کو کبیرہ سے ٹوک میں ڈالا جاتا ہے۔ چونکہ رسائل کے چوری کی آگاہی کثرت ہے اسلئے جس جگہ منے وہ یکم سے پہلے اظہار عید۔ ورنہ دفعہ ورنہ دارنہ ہوگا۔
- ۸۔ جملہ خط و کتابت و ترسیل نہ بنام میٹری رسالہ سٹیشن اسلام پورہ پنجاب ہونی چاہئے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
ماہواری رسالہ  
شمس الاسلام

جلد ۱ بابت ماہ جولائی ۱۹۳۰ء مطابق ماہ صفر ۱۳۴۹ھ نمبر ۷

نمبر شمار	فہرست مضامین	نمبر صفحہ
۱	باب التفسیر و حجت ربی	۲
۲	باب الحدیث (آب عین)	۴
۳	باب الفقہ (درجی کی شرعی حیثیت)	۵
	مولانا مولوی تقی الدین صاحب سائنس چک نمبر ۲۳۳۳	
۴	سلک جوہر (آداب غلط گوئی)	۱۵
۵	حائری صاحب کافوتی	۱۸
۶	کیفیت مناظرہ کھیوہ	۱۹
۷	بدعات محرم	۲۳
۸	نظم	۲۷
۹	اسلام کی شہادت اسلام کا خون	۲۸
۱۰	نظم باخداں تیں یا چینیں	۳۱
۱۱	نظم در بارہ دور حاضرہ کی کیفیت	
۱۲	حقیقت تشیع مر مرزا کی عقیدہ	۳۳
	مولانا مولوی محمد مسعود صاحب انگریزی مولوی عبدالحکیم صاحب عربی پروفیسر محمود علی صاحب سیکور فیلڈ غلام موسیٰ صاحب خاندانی سید ولایت ڈانہ پٹنی مال سرگودہ جذیبہ مولانا مولوی قیصر صاحب	



# باب التفسیر

## حیات مسیح علیہ السلام

وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ  
يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا (سورہ نساء)

(ترجمہ) اور ان میں ہوگا کوئی اہل کتاب میں سے مگر ایمان لے آویگا۔ اس پر اس کی موت سے پہلے اور وہ قیامت کے دن ان پر شاہد ہوگا۔

یہ آیت اس بات پر زبردست دلیل ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آئندہ زمانہ میں بعینہ نہ بشیئہ نزل فرمائیں گے۔ کیونکہ لَیُّوْمَئِذٍ میں نُونِ تاکید کا ہے۔ اور تمام نچوڑوں کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ نونِ تاکیدی مضارع کو خالص استقبال کے لئے کر دیتا ہے۔ اور تمام مجاورات قرآنی و حدیثی اسی کی شہادت دیتے ہیں۔ اور نیز اس میں لامِ تاکید کا ہے۔ اور جس وقت نُونِ تاکیدی خبر پر داخل ہو تو ضروری ہے کہ اول جز میں کلمہ تاکید ہو مثلاً لامِ قسم نونِ تاکید خفیفۃ و ثقیلۃ تختص بمستقبل طلب او خبر مصدر بآکید (مسئلتین صفحہ ۲۹۹)

بلکہ قرآن کریم میں الحمد سے والہاس تک جتنے جیسے مع لامِ القسم نُونِ تاکید آئے ہیں سب سے مراد استقبال ہی ہے۔ چونکہ لَیُّوْمَئِذٍ میں نونِ تاکید ثقیلیہ اور لامِ قسم ہے۔ اس لئے ثابت ہے کہ یہ لَیُّوْمَئِذٍ بہ قبل موقتہ جملہ خبریہ استقبالیہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے اترنے کے بعد اور موت سے پہلے ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ کہ اس وقت جتنے اہل کتاب موجود ہوں گے۔ وہ تمام ان پر ایمان لائیں گے۔ اور یہ اوصاف طور پر روشن ہے۔ کہ ضمیر بہ اور ضمیر موقتہ دونوں کا مرجع وہی مسیح عیسیٰ ابن مریم ہیں۔ کیونکہ مسیحاں کلام سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔ نیز اس کی تفسیر حدیث شریف سے بخوبی ہو سکتی ہے۔

صلی  
عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ | روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ

نے قسم ہے اللہ پاک کی بہت جلد ابن مریم منصف  
 وحاکم ہو کر تم میں اتریں گے۔ پھر وہ عیسیٰ نبی  
 کی صلیب کو (جسے وہ پوجتے ہیں) اُسے توڑ دینگے  
 اور خنزیر کو قتل کرائینگے۔ اور کافروں سے جو جزیہ  
 لیا جاتا ہے۔ اسکو موقوف کر دینگے۔ اور مال بکثرت  
 لوگوں کو دینگے۔ یہاں تک کہ کوئی اُسے قبول نہ کرے گا  
 لوگ ایسے مستغنی اور عابد ہونگے کہ ایک سجدہ انکو  
 ساری دنیا کے مال و متاع سے اچھا معلوم ہوگا۔  
 (حدیث کے یہ الفاظ سنا کر) ابوہریرہ نے کہا کہ تم  
 اس حدیث کی تصدیق قرآن کریم سے چاہتے ہو  
 تو یہ آیت پڑھ لو ان من اصل الکتاب الخ۔

صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی  
 بیدہ لیوشکن ان یازل فیکم ابن  
 مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب  
 ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة و  
 بغیض المال حتی لا یقبلہ احد  
 حتی تكون السجدة الواحدة خلیلاً  
 من الدنیا وما فیہا ثم یقول ابو  
 ہریرۃ فاقراؤ ان شئتم وان  
 من اهل الکتاب الا لیو منن  
 قبل موتہ (الآیہ) متفق علیہ  
 (مشکوٰۃ شریف)

مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام ان من اهل الکتاب الا لیو منن بہ  
 قبل موتہ کی ضمیر کا مرجع عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو شخصی طور پر قرار دیتے تھے۔ اور حضرت  
 ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سب صحابہ کے درمیان یہ بیان کیا۔ تو کسی صحابی نے اس تصحیح  
 نزول کے موقع پر نہ نفس مضمون یعنی نزول حضرت مسیح سے انکار کیا۔ اور نہ ضمیر کا مرجع  
 حضرت عیسیٰ ابن مریم کو قرار دینے کو غلط کہا۔

مولوی نور الدین قادیانی نے بھی کتاب فصل الخطاب بمقدمہ اہل الکتاب جلد ۲  
 صفحہ ۷۵ میں آیت مذکورہ کا ترجمہ سب ذیل کیا ہے۔ (اور نہیں کوئی اہل کتاب ہے مگر البتہ  
 ایمان لاوے گا ساتھ اُس کے پہلے موت اُس کی کے اور دن قیامت کے ہوگا اور اُن  
 کے گواہ)

شاید یہ وسوسہ پیدا ہو کہ جو الفاظ حضرت عیسیٰ موعود علیہ السلام کی بابت آئے  
 ان سے اللہ کی حقیقت مراد نہیں بلکہ مجاز مراد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فن بیان کا  
 قانون ہے کہ مجاز و اہل لے جاتی ہے۔ جہاں حقیقت محال ہو۔ حالانکہ مرزا صاحب قادیانی  
 کے نزدیک بھی حقیقت مسیحیہ محال نہیں بلکہ ممکن ہے۔ جیسا کہ لکھتے ہیں۔ بالکل ممکن ہے  
 کہ کچھ زمانے میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق

آسکیں۔ کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔ اور درپوشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے۔ (ازالہ اوام ص ۹۷۸)

حصہ صلاۃ المرام چونکہ اسی آیت میں لکھا ہے کہ ہم قسم اٹھاتے ہیں تاکہ یہ عہدہ ہے۔ اور موتہ کا مرجع حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ بعینہ ہیں۔ اس لئے آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایک ایسا زمانہ آئے والا ہے۔ کہ تمام اہل کتاب موجود وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے۔ چونکہ ابھی تک تمام اہل کتاب کا اتفاق علی الایمان نہیں ہوا۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ ابھی فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہیں۔

## باب الحدیث

### آداب مجالس

۱۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کو ایک جنازہ کی خبر دی گئی۔ ان کو جانے میں دیر ہو گئی۔ لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تھے۔ جب لوگوں نے ان کو آتے ہوئے دیکھا۔ ان کی طرف بڑھے اور بعض اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔ تاکہ وہ ان کی جگہ بٹھیں۔ انہوں نے اس سے مذاکرہ کیا۔ اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ متنازعہ مجالس سے بترجین۔ اور وہاں سے ہٹ کر فراغ جگہ پر بیٹھ گئے۔

۲۔ تم میں سے کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو جو پہلے سے بیٹھا ہوا ہو۔ اس کی جگہ سے خود وہاں بیٹھنے کے لئے نہ اٹھائے۔ بلکہ کثرت وہ اس جگہ بیٹھنا چاہئے (عن ابن عمرؓ۔ از آداب المفروض)

۳۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کو جائز نہیں کہ دو آدمیوں کے درمیان میں بلا ان کی اجازت کے اپنے لئے جگہ کرے (عن ابن عمرؓ۔ مشکوٰۃ)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کو چھ بیویاں دیں۔ ان میں سے بیٹھنے سے منع فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! تمہارے گھر کے اندر بیٹھنا بہت دشواریاں ہیں۔ فرمایا۔ اگر تم راستوں میں بیٹھو تو راستہ

کا حق ادا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ راستہ کا کیا حق ہے۔ فرمایا۔ کہ پوچھنے والے کو راستہ بتانا۔ اور سلام کا جواب دینا۔ اور نظر کو نیچا رکھنا۔ اچھی باتوں کا حکم کرنا۔ اور بری باتوں سے لوگوں کو روکنا۔ (ادب المفرد)

۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر سے منع فرمایا ہے کہ کوئی مرد دو عورتوں کے درمیان ہو کر راستہ چلے۔ (عن عبد اللہ ابن مسعود۔ ادب المفرد)

۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ”لوگوں سے اُن کے درجے کے موافق پیش آؤ۔“ (عن عائشہؓ۔ مشکوٰۃ)

۷۔ جب کوئی آدمی بات کر کے کہیں چلا جاوے۔ تو اُس کی بات امانت ہے۔ (ابن جابر بن عبد اللہ۔ کنز العمال)

## باب الفقه

### دارحی کی شرعی حیثیت

دلیل چار ہیں جن سے احکام شرع مستط ہوتے ہیں۔ قرآن حدیث۔ اجماع۔ قیاس۔ یہ خیال کہ فرضیت صرف قرآن ہی سے ثابت ہوتی ہے غلط محض ہے۔ بلکہ دارحی منہ ہیں کا دہوکہ ہے۔ جیسے چند مسائل کی فرضیت قرآن سے ثابت ہوتی ہے۔ عینہ اسی طرح چند مسائل کی فرضیت باقی تین دلیلوں سے بھی ثابت ہے۔ اور جیسے وجوب تسنن۔ استحباب۔ اباحتہ وغیرہ باقی تین دلیلوں سے ثابت ہیں۔ ٹھیک اسی طرح چند احکام کا وجوب۔ تسنن۔ استحباب۔ اباحتہ وغیرہ قرآن سے بھی ثابت ہے۔ مولوی مشتاق احمد لکھتا ہے کہ قرآن کو الحمد سے واناس تک پڑھ جائیے۔ ایک آیت کے سوا کہیں جا دارحی کا ذکر نہیں۔ دارحی منہ انبیاءوں کے لئے تو الہیت یہ ایک حوصلہ افزا حجت ہے مگر حد جنود شیطان کے سوا باقی ارباب بصیرت اس دام ترویر میں نہیں پھنستے۔

اسی طرح ایک شخص نے حق کے جو زمیں ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے ”اباحتہ الدخان“۔ وہ کہتا ہے کہ چونکہ قرآن مجید میں حق کے پے نہ پیے کا ذکر نہیں ہے لہذا مباح ہے۔

محمود شاہ ہمارے علاقہ میں ایک سید ہیں۔ وہ جواز بھنگ میں ایک رسالہ تیار کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ الحمد سے لیکر الناس تک قرآن مجید پڑھ جائیے۔ بھنگ کی حود کا ذکر نہیں پاؤ گے۔ آپ پانچ کی بجائے صرف دو نمازیں پڑھتے ہیں۔ اہر رکعت میں ایک ہی سجدہ کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ قرآن پاک الحمد سے الناس تک بار بار پڑھ جائیے۔ دو سجدوں کا حکم کہیں نہیں دیکھ پاؤ گے۔

اہل تشیع کہتے ہیں۔ پھوٹی بھتیجی اور خالہ بھانجی کا نکاح میں جمع کرنا جائز ہے کیونکہ قرآن کو اول سے آخر تک پڑھ جائیے۔ دو بہنوں کا نکاح میں جمع کرنا منع ہے پھوٹی بھتیجی اور خالہ بھانجی کا اجتماع کہیں بھی ممنوع نہیں لکھا۔ نیز کہتے ہیں کہ تراویح اور التحیات نہیں پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ قرآن کو الناس تک پڑھو۔ تراویح اور التحیات کہیں نہیں لکھا پاؤ گے۔

بہت سے فرایض اور واجبات ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں نہیں۔ مگر شرع شریف میں وہ فرض اور واجب ہیں کمالاً (یعنی) وارثی رکھنا سنت موکدہ ہے۔ منڈانے والا فاسق۔ فاجر اور گنہگار ہے۔ اس کا تسنن حدیث سے اجراع سے قیاس سے ثابت ہے۔ اور اگر تمتع نگاہ سے دیکھا جائے۔ تو قرآن سے بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ شریعت مطہرہ میں وارثی منڈانے والوں کے لئے سخت وعیدیں آئی ہیں۔ جن کو بعد میں ذکر کیا جائیگا۔ سب پہلے میں ان خطاات کی ایک فہرست پیش کرنا ہوگی۔ جو بارگاہ شریعت سے وارثی منڈانے والوں کو ملے ہیں۔ وارثی منڈانے والے عموماً اور مولوی مشتاق احمد خصوصاً پڑھیں۔ اور اپنے پروردگار سے ڈر کر توبہ کریں۔ میں یہ ایک وعید اور ہر ایک خطاب کو حدیث رسول اور اسانید فحول سے ثابت کر دینگا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ وارثی مون۔ یہودی صورت۔ نصرانی وضع۔ مجوس کے پیرو ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے۔ وارثی مون واجب التعزیر میرے شہر بدر کرنے کے قابل ہیں۔ عہد شکن اور مرد و استہادہ قہ ہیں۔ پورے اسلام میں داخل نہیں ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ وارثی مون محکوم شیطان ہیں۔ نارمان خدا اور رسول ہیں۔ امڈ اور ان کا رسول ان سے بیزار ہے۔



آپ نے فرمایا ہے۔ وارثی مون سخت احمق ہیں۔ اور عذاب کے منتظر ہیں۔ دین سے بے بہرہ اور آخرت سے محروم ہیں۔

آپ نے فرمایا ہے۔ وارثی مون مغبوض خدا ہیں۔ مسنا دار عقوبت ہیں۔ مستحق ذلت ہیں۔ مبدل فطرۃ اور مغیر خلق اللہ ہیں۔

آپ نے فرمایا ہے۔ وارثی مون ہم صورت نصاریٰ و یہود ہیں ہم شکل مجوس و ہنود ہیں۔ زمانے میں محنت ہیں۔ قابل نفرت اور لایق اجتناب ہیں۔ قیامت کو ان کی صورتیں بگاڑ دی جائیں گی۔ ہھڈ کا بھی ان خطابات۔

انفوس تو اس بات کا ہے۔ کہ اتنے مولناک و عیدوں اور اس قدر دشت بھرے خطابوں کے ہوتے ہوئے بھی مولوی مشتاق احمد کی ذہنیت بام مطلوب تک نہ پہنچ سکی۔ اور آپ کی ناز آلود مولیت سے یہ عقدہ حل نہ ہو سکا۔ کہ وارثی رکھنا

امر دینی ہے یا دنیوی۔ قابل اتہام ہے یا نہ۔ آپ کہتے ہیں۔ اگر وارثی کو امور دنیائے سمجھا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔ و احسن اناہ۔ کسی شاعر نے سچ کہا ہے۔

اشرفاں دے پڑو گڑے داہڑیاں چٹ کر اوں  
کنان کول کنوئیاں رکھن باندر شکل سناون

پورے تیرہ سال رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ کے قریشیوں میں رہے۔ قریشیوں نے آپ کے ہزاروں وعظ سنے۔ سینکڑوں معجزے دیکھے۔ ان کی حسب فرمائش چاند بھی ان کو آسمان پر ٹکڑے کر کے دکھایا گیا۔ مگر ابو جہل ابولہب اور دیگر سرداران قریش کی نخوت بھری طبیعت سے یہ عقدہ حل نہ ہو سکا۔ کہ یہ محمد رسول خدا اور نبی ہیں۔ یا جادوگر۔ اور مفتی ہمیشہ آپ کو ساحر اور مجنوں مفتی اور کذاب ہی کہتے رہے۔ اور آخر بکتے بکتے شک ہی میں ان کا خاتمہ ہو گیا۔ و ادقابت قلوبہم فہم فہم فی دبیہم بینا دو ن ط انہم کالوانی شک مہربان اور وہ شک و رشک ہی میں پڑے رہے۔

اور مولوی مشتاق احمد مہینہ سے ہدایت تک پڑھ کر مولوی پھر ٹیچر بن گئے مگر مذکورہ بالا خطابات اور عنایات آپ کی نظروں سے اوجھل ہے۔ حصرۃ علیہ۔ یہ اظہار تفوق کی غرض سے سر تا پا کمر و تزییر ہے۔ یا عمداً اغماض اور چشم پوشی۔

انہ بولا۔ "یحیون العاجلة ویذرون ورائہم یوماً ثقیلاً"۔  
یہ لوگ تو بس کوئی تباہی کو پسند کرتے ہیں۔ جو سہرست موجود ہے۔ اور قیامت  
کے روز سخت کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔ لسان العصر اکبر الہ آبادی نے کیا عمدہ  
نوٹ لکھینچا ہے۔

زباں یہ آیتِ ایک نستعین بھی رہی  
صنم کے پاؤں پہ لیکن مری جبین بھی رہی  
اب خطابات مذکورہ بالا کے ثبوتات گوش گزار ہوتے ہیں۔ وراثتِ  
دل سے سنکر رحمِ الهی کے رو سے تطبیق پیدا کر لیں۔

بخاری اور مسلم دونوں صحیحین میں یہ حدیث ہے۔ "خالفوا المشرکین احفوا  
الشوارب وادفوا اللہی"۔ (ترجمہ) مشرکین کا خلاف کرو۔ مونچھیں پست رکھو۔ اور  
داڑھیاں بڑھاؤ۔ ایک روایت میں ہے۔ "خالفوا المجوس" مجوسیوں آتش پرستوں  
کا خلاف کرو۔ یعنی وہ داڑھیاں منڈواتے ہیں تم بڑھاؤ۔ اور ایک روایت میں ہے  
"ولا تشبهوا بالیہود" یعنی داڑھیاں منڈوا کر یہودیوں کی صورت نہ بناؤ۔

اس پر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "فصل الحیة کان  
من منہم الاعاجم و ہوا لیوم شعار کثیر من المشرکین کالہ فرنج و  
الہنود و من لا خلاف لہم فی الدین من الفرق الموسومة بالقلندار  
طہر اللہ عنہم خوفۃ الدین" (ترجمہ) آج سے پہلے دارطی کا خشتہ نشی  
کرنا ایرانی مشرکوں اور پارسی آگ پرستوں کا کام تھا۔ اور آج کل بہت سے مشرک  
دارطی کترواتے ہیں۔ مثلاً فرنگی۔ ہندو اور وہ لوگ جو دین سے بالکل الگ تھک  
ہیں۔ اور ملنگ اور قلندر کہلاتے ہیں۔ اللہ پاک اپنے پاک دین کے پاک ماحول کو  
ان ناپاک لوگوں سے پاک رکھے۔

اور امام ابن عساکر نے کتاب فرج القدر میں لکھتے ہیں۔ "الاحذ من الحیة دہی دون  
القبضۃ کما یفعلہ بعض المغاربة وخذۃ الرجال فلم یحبہ احد  
واخذ کلہا فعل مجوس الاعاجم والیہود والہنود وبعض اجناس  
الفرنج" (ترجمہ) قبضہ سے چھوٹی دارطی کو کتر وانا المریزیوں اور پتھروں کا

کام ہے۔ اہل اسلام میں سے کسی نے بھی اس کو جائز نہیں اعتقاد کیا۔ اور بالکل منکر انا  
مجوسیوں اور یہودیوں کا کام ہے۔ یا منڈوں اور بعض فرنگیوں کا۔

احادیث اور روایات مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ عہد نبوت میں مشرکین  
عرب دارِ وحی منکر دیا کرتے تھے۔ قبلہ عام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اُن کا فیصل  
خلاف فطرت معلوم ہوا۔ تو آپ نے اپنے پیسے میں اہل اسلام کو اس غمے پر روک  
دیا اور فرمایا: **خالفوا المشرکین**۔ اسی طرح آپ کے زمانے کے یہودی اور نصاریٰ۔ اپنی  
اور ایرانی بھی مشرکین عرب کی تقلید میں دارِ وحی منکروا تے یا کھولتے تھے۔ آپ نے  
مسلمانوں کو ان لفظوں کے ساتھ منع فرمایا: **خالفوا المجوس ولا تشبهوا بالیہود**  
اور مولیٰ مشتاق احمد نامین الہیر کو دیکھ دیتے ہوئے اُلٹی گنگا بہاتے ہیں  
لکھتے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں دارِ وحی شرقاً کا شمار تھی۔ چنانچہ ابوہریرہؓ ابولہبؓ وغیرہ  
بھی دارِ وحی رکھتے تھے۔ اس واسطے حضور نے اپنے متبعین کو رواج زمانہ کے  
مطابق اس کی طرف تھوڑی سی توجہ دلائی۔ یہ ہے آپ کا مبلغ علم اور رزائے دل  
ناظرین! انصاف شرط ہے۔ ایمان سے مکر غور کریں۔ کہ اگر بقول مشتاق  
عہد نبوت میں مشرک فاجر مشرکین کا شمار دارِ وحی رکھنا ہوتا۔ اور رسول خدا نے اپنے  
متبعین کو صرف رواج زمانہ کے خیال سے دارِ وحی رکھانے کا حکم فرمایا ہوتا۔ تو  
آپ **خالفوا المشرکین** نہ فرماتے۔ بلکہ **خالفوا** کی بجائے **خالفوا المشرکین**  
ارشاد فرماتے۔ کہ مشرکین عرب کی دارِ وحی رکھانے میں تقلید کرو۔ اسی طرح اگر  
آپ کو بقول مشتاق یہود اور مجوس کی اتباع کی طرف توجہ دلانا مطلوب ہوتا تو  
بجائے **خالفوا المجوس ولا تشبهوا بالیہود** کے آپ **خالفوا المجوس و**  
**تشبهوا بالیہود** فرماتے۔ کہ مجوس ہر یہود کی طرح دارِ وحی منکر دیا کرو۔ موافقت  
کی طرف مخالفت کے صیغوں سے توجہ دلانا چہ معنی دہر دے

بہت شہرہ تھے تھے پہلو میں دل کا ! !

جو خیر تو اک قطرہ خون نکلا !

قالہ الہم یا یائی ولہ تحیطوا بصا علماء اما ذاکم تعلون و  
ترجیہ خدا اُن سے پوچھیکا۔ کہ باوجودیکہ تم نے ہماری آیتوں کو اچھی

طرح سمجھا بھی نہ تھا۔ کیا تم نے اُن کو بے سوچے سمجھے جھٹکا دیا۔ یا یہ نہیں کیا۔ تو اور کیا کرتے تھے۔

احادیث بالا کے ساتھ اگر ان دو حدیثوں کے مفہوم کو ملا کر غور کیا جائے۔ تو شدتِ عتاب اور غلظتِ خطاب کی حقیقت منکشف ہو جاتی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ "من تزیی بزی قوم فهو منھم" اور ایک روایت میں ہے۔ "من تشبه بقوم فهو منھم"۔ جو شخص جس قوم کے ساتھ اپنے آپ کو مشابہ کرے گا۔ اس کا حشر اس قوم کے ساتھ ہوگا۔ نیز اگر حضور کے ارشاد "تبعثون علی ما تخیثون" کو بھی مقامِ غور میں ساتھ رکھ لیا جاوے۔ تو سمجھنے اور غور کرنے کے بعد ایمانداروں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یعنی جس حالت میں ہر وہ گئے اسی حالت میں اُٹھائے جاؤ گے۔ اور مولوی مشتاق احمد فرماتے ہیں۔ کہ صرف مصلحتِ زمانہ کو مد نظر فرما کر حضور نے اہل اسلام کو وارسی رکھنے کا حکم صادر فرمایا۔ وارسی رکھنا ابولہب اور ابو جہل وغیرہ مشرک و مشرکین کی اتباع ہے۔ وارسی رکھنا امرِ دینی نہیں۔ امرِ دنیاوی ہے۔ وارسی رکھانے میں کوئی مصلحت نہیں سلوم ہوتی۔ وارسی اگر امرِ دینی ہوتا۔ تو ضرور اس میں باقی امورِ دینیسیہ کی طرح کوئی نہ کوئی لم اور وجہ ضرور ہوتی۔

چودھویں صدی کے بعض بیدار مغز مولوی علماء سوسے بچے کے لئے یہاں تک کوشش کرتے ہیں۔ کہ داہڑیاں تک منڈوا ڈالتے ہیں۔ مگر جب گہری ہیں ان کی طرزِ معیشت کا تجسس کرتی ہیں۔ تو حقیقت میں خود وہی علماء سو ثابت ہوتے ہیں۔

برائے گنجِ بردوم رنجِ بسیار

فتادہ حشر مرا با اژدہ کار

(الحکایت) ایک بے وقوف نے رات کو مطالعہ کرتے وقت کسی کتاب میں

پڑھا۔ کہ بے وقوف آدمیوں کی نشانی یہ ہے کہ اُن کی وارسی لمبی ہوتی ہے جن اتفاق سے خود اُس کی اپنی وارسی لمبی تھی۔ مار گیا۔ کہ میں بھی ایک بیوقوف ہوں۔ دل میں کہنے لگا۔ کہ اسے چھوٹا کرنا چاہیے۔ رات کا وقت تھا۔ قہقہہ دھونڈی۔

پر نہ ملی۔ آپ نے سوچا۔ کہ دیاسلائی موجود ہے مد اٹھری کے زائد حصے کو جملہ کر  
 راتوں رات ہی مجھے بے وقوفی کی لعنت سے بچ جانا چاہیے۔ داڑھی کے باقی  
 حصے کو آپ نے ایک ہاتھ سے پیچے دیا۔ اور جتنے حصے کو زائد خیال کیا۔ اس کو  
 دیاسلائی دکھا دی۔ داڑھی جل اٹھی۔ آگ کی پیش سے جب ہاتھ جلنے لگا۔ تو  
 آپ نے جھٹ ہاتھ چھوڑ دیا۔ آگ نے تمام داڑھی کو جھٹ کر خاک میں ملا دیا۔  
 میاں بے وقوف داڑھی جھٹ کر کہنے لگے۔ واقعی کھانسی نے سچ ہے۔ کہ لمبی داڑھی  
 والا بیوقوف ہوتا ہے۔ اگر میں بے وقوف نہ ہوتا۔ تو جھٹ اس طرح اپنی جگہ جھلی  
 داڑھی کو آگ کی نظر کیوں کر دیتا۔

ٹھیک اسی طرح مولوی مشتاق احمد صاحب نے کہیں سے دیکھ لیا  
 ہے کہ علماء و سوا کی داڑھیاں لمبی ہوتی ہیں۔ آپ نے داڑھیوں کی اہمیت گھٹانے  
 کے لئے اخباروں میں مضمون شیعہ شروع کر رکھے ہیں۔ اور دلائل سے ثابت  
 کر دیا ہے۔ کہ داڑھی رکھنا ابولہب اور ابو جہل وغیرہ مشرکین کی اتباع  
 اور تقلید ہے۔

میں ناظرین کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب کی سر توڑ کوشش  
 اور دھواں دہار تقریریں اور تحریروں سے داڑھی کی اہمیت تو گھٹتے گھٹتے گئے گی۔  
 مگر علماء و سوا کا پردہ اخفا سے نکل کر معرض ظہور اور صفحہ شہود پر آجانا تو اظہار من الشمس  
 ہو گیا ہے۔

اگر بقرہ مشتاق داڑھی رکھنا امر دنیوی ہے۔ اور حداصل کافروں و مشرکوں  
 اور بت پرستوں کی اتباع ہے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف  
 بت پرستوں اور مشرکوں کی داڑھیوں کو دیکھ کر اہل اسلام میں داڑھی کو مروج فرمایا  
 تھا۔ تو زعم مشتاق خود رسول خدا نے بھی ابو جہل ابولہب اور دیگر بت پرست  
 مشرکوں کی تقلید میں اپنی داڑھی مبارک رکھوائی ہوگی۔ حیف صد حیف۔  
 پیغمبر اسلام اور تقلید ابو جہل سید الانبیاء اور اتباع مشرکین۔  
 امام انبیین اور مروج کفار کی یا بندی۔ رنگینہ رسول کے مصنف کو پیٹنے والے  
 مسلمان! ذرا مشتاق کلمہ گو کی بھی سنیں۔ سچ ہے۔ سکولوں اور کالجوں میں

پڑھنے پڑھانے والے مغربی تہذیب میں رنگے اور یورپین لباس میں بے ہوشے ہوتے ہیں اس لئے ان کو اس قسم کی گستاخیاں اور سوء ادبیاں اُلٹا تہذیب و مثالیات دکھائی دیتی ہیں۔

کرم از عقل سوا یک کہ گویا ایمان چیت  
عقل در گوش و دم گفت کہ ایمان ادب است

بِسْمِ اللّٰهِ الْمَغْسُوقِ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۔ ایمان لائے پیچھے بد تہذیبی کا نام ہی بُرا ہے خدا جانے مولوی صاحب نے امر دینی اور دنیاوی میں کیا مایہ الامنیاز سمجھ رکھا ہے۔ مولوی صاحب کو چاہئے کہ پہلے امر دینی اور دنیوی کا کوئی مفہوم مقرر کریں۔ اور جامع مانع تعریف فرما کر دونوں کی باہمی نسبت بیان فرمادیں۔ اور مزید توضیح کے لئے ہر ایک امر کی چند ایک مثالیں بھی لکھ دیں۔ نیز یہ بھی ارشاد فرمادیا جائے۔ کہ جس امر دنیوی کے متعلق اللہ اور اس کے رسول نے شد و مد کیا تو اسے سبیل الاستمرار بغرض تعلیم حید ایک ہدایات فرمائی ہوں۔ وہ پھر بھی بدستور سابق امر دنیوی رہتا ہے۔ یا بدل کر امر دینی ہو جاتا ہے۔ اور کیا رہن۔ اچارہ۔ شفعہ۔ شرکت مضاربتہ۔ وکالت۔ غصب۔ ودیعت۔ عاریت۔ لقطہ۔ ساتات۔ نکاح۔ رضاع۔ طلاق۔ خلع۔ لعان۔ عت۔ عتاق۔ تدبیر۔ استیلاؤ وغیرہ امور دینیہ سے ہیں۔ یا دنیویہ سے۔ جب ان سولات کے مفصل جوابات کہنے کی مولوی صاحب تکلیف گوارا فرمائی تو آپ کو خود بخود یہ معلوم ہو جائیگا۔ کہ دارمعی رکھنا امر دینی ہے اور دنیوی نہیں۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائیگا۔ کہ اس امر دینی میں کمی ایک حکمتیں اور کئی ایک مصلحتیں ہیں جن کی بنا پر شارع علیہ السلام نے دارمعی رکھنے کا بائناکید حکم فرمایا ہے۔

دیگر حکمتوں کے علاوہ ایک حکمت دارمعی رکھنے میں زینت و زیبائی بھی ہے۔ جیسے عورت کے سر کے بال زینت و زیبائی کا باعث ہیں لہذا اس طرح مرد کی دارمعی مرد کے لئے زینت و زیبائی کا موجب ہے۔ سر منڈی عورت کا قبح تصور کرنے کے بعد بالوں والی عورت کا حسن متصور ہو سکتا ہے۔ ایسا نادرول کی ادب خیر بنی رگا ہوں میں دارمعی مون مرد و رومی وائے کا حسن و قبح بعینہ سر منڈی اور بالوں والی عورت کی خوبصورتی



اور بد صورتی کی مانند ہے۔ عورت کی چوٹی کے بال اور مرد کی واڑھی شرعی حیثیت بالکل ایک ہی لائن پر واقع ہیں۔ جیسے عورتوں کو سر کے بالوں کا منڈانا اور کترانا حرام ہے اسی طرح مردوں کو داہری منڈانا اور قبل از قبضہ کترانا حرام ہے۔ جیسے سر منڈانیوالی عورت برائے کبریا کبریا ہے۔ لہذا اسی طرح مرد واڑھی منڈانے والے پر خدا کی لعنت کی پوچھاڑ ہوتی ہے۔ جیسے سر کے بالوں کا کترانا کترانا عورت کے حق میں منہ قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح واڑھی کا منڈانا مرد کے حق میں منہ قرار دیا گیا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ ان الله ملئكة تسبحهم سبعان من زين الرجال بالحاء وذین النساء بالنون والذوائب۔

(ترجمہ) خدا کے بہت سے فرشتے یہ تسبیح پڑھتے ہیں۔ پاک ہے وہ خدا جس نے مردوں کو داہری کے ساتھ اور عورتوں کو زلفوں اور چوٹی کے بالوں کے ساتھ زینت بخشی ہے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ واڑھی اور داڑھی کی زینت و زینت کا تذکرہ سبقت اظہار کے طاء الاعلیٰ میں بھی ہے۔ یا یوں سمجھو کہ طاء الاعلیٰ کے نوری فرشتے بھی داڑھی کا وظیفہ کرتے ہیں۔ اور مولوی مشتاق احمد اب تک یہی پوچھتے پھرتے ہیں۔ کہ واڑھی رکھنا افر دینی ہے یا دنیاوی۔

مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی مرحوم اپنے فتاویٰ کے تیسرے جلد ۱۱۴ پر نصاب الاحتساب کے حوالہ سے ایک عبارت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مسئل ابو بکر عن امرأة قطعت شعرها قال عليها ان تستغفر الله وتوب ولا تعود الى مثله قيل فان فعلت ذلك باذن زوجها قال لا طاعة للمخلوق في معصية الخالق قيل له له لا يجوز ذلك لها قال لا نهى شبعث نفسها بالرجال وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم لعن الله المنتهجين من الرجال بالنساء والمنتشحات من النساء بالرجال ولان الشعر للمرأة بمنزلة الكعبة للرجل فلما لا يحل للرجل ان يقطع كعبة فكذلك لا يحل للمرأة ان تقطع شعرها۔

(ترجمہ) جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ایک عورت نے اپنے سر کے بال کاٹ ڈالے ہیں۔ اُس کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اُسے لایع ہے

کہ توبہ کرے۔ اور خدا سے مغفرت طلب کرے۔ اور پھر ایسا کام نہ کرے۔ پھر  
 آپ سے دریافت کیا گیا۔ کہ اگر وہ اپنے خاوند کی اجازت سے کھائے تو۔ آپ نے فرمایا۔  
 اللہ عزوجل کی بیغیرانی میں مخلوق کا کھانا نہیں ماننا چاہیے۔ پھر عرض کیا گیا۔ کہ عورت  
 کو بال کٹانے کیوں نہیں جائز ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ بال کٹا کر وہ اپنے آپ کو مردوں  
 سے مشابہ کرتی ہے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ عزوجل لعنت  
 بھیجتا ہے ان مردوں پر جو وارثی منڈیاں عورتوں کی طرح کٹے صاف رکھتے ہیں۔ یہ  
 علی بن ابی طالب ان عورتوں پر بھی خدا لعنت کرتا ہے جو سر منڈیاں عورتوں کے سا  
 مشابہت پیدا کرتی ہیں۔ اس لئے کہ عورت کے سر کے بال مرد کی وارثی کی طرح  
 ہیں۔ جیسے مرد کے لئے وارثی منڈی انا حرام ہے۔ اسی طرح عورت کے لئے سر منڈی  
 بھی حرام ہے۔ اتنی ترجیحاً۔

اور امام شافعی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب دلائل النبوة میں ایک حدیث لائے ہیں۔  
 قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اربعۃ یصبحون فی غضب اللہ  
 ویسرون فی غضب اللہ المتشبهون من الرجال بالنساء والمتشبهات  
 من النساء بالرجال والذی یأتی البہیمۃ والذی یأتی الرجل  
 زنجبہ چار شخص ہیں جو صبح و شام غضب الہی میں مبتلے ہیں۔ (۱) ایک وہ مرد جو  
 عورتوں کی سی وضع شکل بنائیں۔

(۲) وہ عورتیں جو مردوں کی سی وضع شکل بنائیں۔

(۳) چوپاؤں کے ساتھ زنا کرنے والے

(۴) لواطت کرنے والے اعلانی۔

اور ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے۔ خلق الشعر فی حقها مسئلۃ  
 کخلق الخبیۃ فی حق الرجال۔ (ترجمہ) عورت کا سر کے بالوں کو منڈانا اپنے آپ کو  
 منڈا کرنا ہے۔ جیسے مردوں کے حق میں وارثی کا منڈا کرنا منڈا کرنے کے برابر  
 ہے۔ منڈا کرنے معنی ہیں کان۔ ناک کاٹ کر بد شکل بنا دینا۔

اوسن ابی داؤد میں ہے من مثل بالشعر فلیس لہ عند اللہ خلق  
 (ترجمہ) جو بالوں کا منڈا کرے یعنی منڈا کر باصورت اور بد شکل بنے تو اللہ کے اس

اُس کا کوئی حصہ نہیں۔

قدوری میں ہے وفی الحجۃ اذا حلفت فله تبنت الدیۃ۔ اگر وارثی اس طرح منڈائی جائے کہ پھر وہ اُگے ہی نہیں تو دتیہ لازم ہے۔ دتیہ کے معنی قیمت خون۔ اور خون ہمارا اندازہ مشرعاً دس ہزار درم کے قریب ہے۔

اور فتح القدیر وغیرہ میں لکھا ہے۔ اگر وارثی اس طرح منڈائی گئی ہے کہ اس کے دوبارہ پیدا ہونے کی توقع ہے۔ تو دتیہ لازم نہیں۔ لکنہ یؤدب علی ذلک لا یتکایہ الحرم۔ مگر اس کو تغیراً سو ڈیڑھ سو جوتہ ضرور لگانا چاہئے۔ کیونکہ اس نے ایک ایسے امر کا ارتکاب کیا ہے جو مشرعاً حرام ہے۔

اور ہدایہ میں ایک جگہ لکھا ہے۔ ان الحجۃ فی وقتھا جمال وفی حلقھا نفوسہ علی الکمال فتجب الدیۃ کما فی الاذنین الشاخصین۔

دارحی اپنے وقت میں زینت اور جمال ہے۔ اور منڈانے میں جمال کمال دونوں کا فوت کرنا ہے۔ پس وارثی کے کٹانے میں پوری دتیہ لازم اور واجب ہے۔ جیسے کانوں کی بڑھی ہوئی دو غضروفوں یعنی جینی بڈیوں کے کٹنے میں دتیہ واجب ہے۔ فقہی المرقوم ہارم اہرام سنہ ۱۲۸۰ھ هذا معشوار ما خطر جالی مما یتعلق بالحجۃ وارثی کے متعلق جو مضمون میرے دل میں کھٹک رہا ہے یہ لکھا ہوا اُس کا ایک دسواں حصہ ہے۔

کتبہ نیاز انیس عبدہ محمد علی بن الدین از چک بزم ۱۳۳۶  
تخصیص صنم جھنگ۔ دو خانہ بیگم ڈیرہ۔ سند و تہ  
یافتہ مدرسہ طیبہ دہلی۔

## سلکِ جواہر

آداب تذکیر و وعظ گوئی

راز حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی قدس سرہ العزیز

۱۔ واعظ مکلف یعنی مسلمان۔ عاقل۔ بالغ۔ عادل اور مستحق ہو۔ یعنی لڑکا۔ دیوانہ۔ فاسق اور صاحب بدعت نہ ہو۔

- ۲۔ محدث اور مفسر ہو۔ اور سلف صالحین یعنی صحابہ و تابعین اور تبع تابعین کے اخبار و سیرت سے کسی قدر واقف ہو۔ ہونا چھوٹا ہے یہ مراد ہے۔ کہ کتب حدیث یعنی صحاح ستہ وغیرہ سے شیخ رکھتا ہو۔ اس طرح کہ حدیث کے حفاظ کو استاد سے پڑھ کر حاصل کر چکا ہو۔ اور ان کے معانی سے واقف ہو۔ اور احادیث کی صحت اور ضعف کو تسلیم کر چکا ہو۔ اگرچہ معرفت صحت اور قسم کی حافظ حدیث یا استنباط فقہ سے ماہر نہ ہو۔ اور اس طرح مفسر سے یہ مراد ہے کہ قرآن کی تفسیر غریب سے مشغول ہو۔ اور آیت مشککہ کی توجیہ اور تاویل سے واقف ہو۔ اور جو سلف سے تفسیر قرآن میں روایت ہوئی ہے اس کو جانتا ہو۔
- ۳۔ فصیح یعنی صاف بیان ہو۔ لوگوں سے بقصد ان کے فہم کے گفتگو کرے۔ مہربان صاحب درجائیت و مروت ہو۔
- ۴۔ و غلط فائدہ نہ لے کرے۔ ہر روز اور ہر وقت ذکر کہا کرنے اور سامعین میں ظلال و فسر کی حالت میں ان سے کلام نہ کرے۔ اس وقت وعظ شروع کرے جب لوگوں میں رغبت اور شوق پائے۔ اور اس وقت ختم کرے۔ جبکہ ان میں رغبت باقی ہو۔ انہیں پیش بسچ گن کہ گوشت لبس۔
- ۵۔ مجلس وعظ پاک مکان میں ہو۔ غلط کی ابتدا اور انتہا حمد و ثناء سے ہو۔
- ۶۔ صرف ترغیب و ترہیب سے ہی کام نہ لے۔ ترغیب سے آدمی بے باک اور ترہیب سے مایوس نہ جاتا ہے۔ بلکہ کلام کو طاقا جلاتا ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ قرآن مجید میں حمد کے بعد وعید اور بشارت کے ساتھ انداز و نحو ایسا کا ذکر فرماتا ہے۔
- ۷۔ وعظ کو لازم ہے۔ کہ آسانی کرنے والا ہو نہ سختی کرنے والا۔ خطاب کو عام کرے اور خاص نہ کرے۔ اور کسی قوم مخصوص کی مذمت یا کسی شخص معین پر انکار یا تحشافہ نہ کرے۔ بلکہ بطریق اشارہ کہے۔
- ۸۔ وعظ میں کلام ساقط الاعتبار اور بیہودہ نہ ہو۔ اس واسطے کہ کلام نحیف اور خوش طبعی کی بات رعب اور ہیبت کو کھو دیتی ہے۔ غرض تذکری خصل واقع ہوگا۔

۹۔ واعظ ہر جانی اور رکابی مذہب نہ ہو۔ کہ جس محفل میں جائے۔ اس میں خواہش نفسانی کے مطابق وعظ کرے۔

۱۰۔ پہلے سامعین کے دلوں میں نیکی کی خوبوں اور برائی کی خرابیوں کا نقش چھایا جائے۔ پھر لباس اور شکل اور نماز وغیرہ کا امر کیا جائے۔ جب اس کے خواہش ہو جائیں۔ تو ان کو اذکار کی تلقین کی جائے جب ان میں ذکر کا اثر معلوم ہو تو اقوال قبیمہ اور حقائق ذمیمہ سے زبان و دل کو روکنے کی طرف رغبت دلائی جاوے۔

۱۱۔ واعظ کتاب اللہ سے استمداد حاصل کرے۔ اور اس کی ظاہر و باطنی تفسیر کے موافق اور حدیث نبوی سے جو محدثین کے نزدیک معروف ہے۔ اور صحابہؓ اور تابعینؓ اور ائمہ کے سوا اور مومنین صالحین کے اقوال سے اور سیرت نبوی کے بیان کرنے سے

۱۲۔ واعظ کو چاہئے کہ بیہودہ قصے جو بروایت صحیح ثابت نہ ہوں ہرگز بیان نہ کرے۔ اس واسطے کہ صحابہ کرام نے قصہ خوالی پر سخت انکار کیا ہے۔ اور قصہ خوانوں کو مساجد سے نکال دیا ہے۔ اور ان کو مارا ہے۔ اور یہ داعی قصے اکثر اہل کتاب کی روایات میں ہوتے ہیں۔ جن کی صحت معلوم نہیں۔

۱۳۔ واعظ کے ارکان ترغیب و ترہیب۔ واضح مثال و صحیح قصہ سے دلوں کو نرم کرنا۔ اور نکات منفعت بخش کا بیان کرنا ہیں۔

۱۴۔ سامعین کے لئے ضروری ہے کہ وہ واعظ کے سامنے ہوں۔ لہو و لب نہ کریں۔ شور نہ مچائیں۔

۱۵۔ واعظ کو چاہئے کہ اپنے کلام کا تین بار اعادہ کرے۔ اور دقیق و مجمل کلام سے پرہیز کرے۔ (ماخوذ از قول جیل)

## حائری صاحب کا فتویٰ

پنجاب میں فتنہ رخصت ترقی پر ہے۔ اور عوام الناس کو عجیب غریب طریقوں سے گمراہ کرنے کی سعی کی جا رہی ہے جہلا کو یہ فریب دیا جاتا ہے کہ اہل سنت سے ال بیت کے دشمن ہیں۔ اور ان کے دلوں میں سادات کی عظمت نہیں۔ نیز امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دختران سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ان اخلاف واقع ہے۔ کیونکہ امیر عثمان رضی اللہ عنہ (بزم ایشان) سید نہ تھے۔ اور سید زادی کا نکاح غیر سید سے ناجائز ہے۔ علی بن ابی القیس جھوٹ۔ فریب۔ تقویہ اور کتمان حق اور تبلیہ کے اوزاروں سے مسلح ہو کر ہر رنگ و روپ میں دیہات کی جاہل آبادی کے متناع ایمان پر ڈاکر ڈالنے کا سلسلہ جاری ہے۔ آج ہم علامہ حائری لاہوری مجتہد شیعہ کا ایک فتویٰ دوبارہ جواز نکاح سیدہ باغیر سید اس جگہ نقل کرتے ہیں۔ یہ فتویٰ حائری صاحب کا دستخطی خاکسار مدیر کے ہاں موجود ہے۔ جو صاحب ملاحظہ کرنا چاہیں۔ دفتر حزب الانصار میں تشریف لاکر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ شیعوں کو چاہیے کہ ایسے مجتہد العصر کے فتویٰ کو مان کر آئندہ اہل سنت کے خلاف افتراء و دہم سے باز آئیں۔ اہل سنت کے ہاں تو کفو کا محاسبہ۔ مگر اہل تشیع کے نزدیک سید زادی کا نکاح ہر شخص سے جائز ہے۔

باسمہ سبحانہ

نقل مطابق اصل

سوال۔ نکاح سیدہ کا غیر سید سے جائز ہے یا نہیں ؟  
جواب سلسلہ مستفہر۔ سیدہ یعنی سید زادی کا ساتھ سید کے مکمل ہونا افضل و اولیٰ ہے۔ البتہ اگر سید نہ لے۔ یا اگر کوئی سید ہو بھی تو فاسق فاجر ہو۔ تو اس صورت میں غیر سید بشرطیکہ مومن اثنا عشری اور مقدس پابند صوم و صلوٰۃ ہو۔ اس کے ہمراہ اس سیدہ کا عقد نکاح کر دینا جائز ہے بلکہ افضل ہے۔ کیونکہ نکاح میں ناکح اور مشکوکہ کا مومن ہونا شرط ہے۔ نہ

لا الہ الا اللہ العزیز عبد بن سید علی

ایک نیت مونا۔ واللہ اعلم۔

حائری ابن ابی القیس

صن مبارک حویلی لاہور۔ نمٹہ خادمہ شریعت المطبوع علی حائری تعلیم



## کیفیت مناظرہ کھیو

میرا ارادہ کھیو کے مناظرہ کے متعلق خاموشی اختیار کرنے کا تھا مگر اجازت الفقیہ میں ایک مراسلت کے طبع ہونے اور بعضی اجاب کے اصرار پر واقعہ مذکورہ پر روشنی ڈالنا ناگزیر معلوم ہوا۔ خاکسار نے محض التبت اور جذبہ خلوص سے کام لیکر اس مسئلہ میں دخل دیا۔ ورنہ نام و نمود اور شہرت سے عرض نہ تھی۔ اور کیفیت مناظرہ کی اشاعت سے بھی احقاق حق و ابطال باطل کے سوا اور کچھ مقصود نہیں۔

دریائے جہلم کے کنارے پنڈی بہاؤ الدین صلیح گجرات کے قریب موضع محبت پر کھیو میں ایک مسجد بوجہ طخیانی شہید ہو گئی تھی۔ دوبارہ تعمیر کے وقت اہل وہ نے بوجہ قی مولوی نادر شاہ صاحب سمبڑیا لوی مسجد کی زمین میں سے عام راستہ نکال دیا۔ بعض اشخاص کو زمین مسجد پر یہ ناجائز تصرف ناگوار گذرا۔ انہوں نے اسے مسجد کی توہین سمجھا۔ اور خاکسار سے مسئلہ دریافت کیا۔ خاکسار نے بعد تحقیق راستہ کے ناجائز ہونے کا فتویٰ تحریر کر دیا۔ جب یہ فتویٰ مولوی نادر شاہ صاحب کے سامنے پیش ہوا۔ تو انہوں نے اپنی غلطی سے رجوع کی بجائے مناظرہ کا چیلنج دیا۔ اور میری اطلاع و رضا کے بغیر ہی فریقین نے پارچہ پارچہ سو روپیہ کے چیلکے تحریر کر دیئے۔ اور ۲۱ مئی تاریخ مناظرہ مقرر ہوئی۔

خاکسار ہمیشہ مناظروں اور اس قسم کے مناظروں سے اجتناب کا عادی ہے۔ میری طبیعت ہرگز گوارا نہیں کرتی۔ کہ ایسے مجموعوں میں شرکت کی جائے۔ جہاں فریقین کا مقصد سوائے ہٹ دہرمی، غلبے، اور طعنہ زنی و لفاظی کے اور کچھ نہ ہو۔ مگر چیلکوں کے تحریر ہو جانے اور تحفظ و حرمت مساجد کے خیال نے مجبور کر دیا۔ اور سوشل ۲۱ مئی کو خاکسار سو تین ہزار روپیہ کے ضروری کتب لیکر کھیو میں پہنچ گیا۔

دن کے گیارہ بجے مولوی نادر شاہ صاحب موہن چالیس لٹھ بندہ ہارسوں کے ساتھ کھول سے وارد کھیو ہوئے۔ مولوی صاحب مذکور نے چند سال سے اسی نواح میں اقامت اختیار کر لی ہے۔ اور دہلی سے ہجرت کے دعویات جو عام طور پر زبان زد خلائق ہیں۔ ان کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ دعویٰ سیادت و مشیخت و طبابت کے ذریعہ جہلم پر کافی اثر و رسوخ حاصل کر چکے ہیں۔ مولوی نظام الدین صاحب ملتان جو دہلی میں کے تھے

مشہور ہیں۔ اور ابن سود کے منظام اور قبہ شکنی کے خلاف آواز بلند کرنے میں پیش پیش رہے ہیں۔ نادر شاہ کی حمایت کے لئے کھبہ پہنچ گئے۔ مجھے سب سے زیادہ زیادہ بڑے مولوی منظام الدین صاحب ملتان کی اس روش پر ہوا۔ کہے توقع ہو سکتی تھی۔ کہ ابن سود کی قبہ شکنی کو شریعت اسلام کی توہین ٹھہرے والا شخص صحیح عام میں قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر اور حلف کے ساتھ یہ بیان کرے گا۔ کہ مساجد کو عام گزرگاہوں میں تبدیل کر دینا شرعاً جائز ہے۔ اسلام اور داعیان اسلام کی اس حالت پر جس قدر افسوس ہائے جاںیں کم ہیں۔ علمائے سونے امت کی حالت کو بگاڑ دیا ہے۔ مسلمان درگور و مسلمان دفاتر کا مقولہ صحیح نظر آ رہا ہے۔ اسلاف کی حریت اسلامی کی یادگار یعنی اللہ کی مساجد پر دست نظام دراز کرنا حد و وجہ اذیت ہے۔ مجھے کھبہ کی مسجد کا ہی طرز تھا۔ بلکہ کھبہ کے واقع سے علاوہ بھر کی مساجد کا بقا خطرہ میں نظر آ رہا تھا۔ الخضر علیہ السلام نے منظر شروع ہوا۔ حاضرین کی تعداد بہت کافی تھی۔ تقریریں ثالث کا کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ میری طرف سے حضرت صاحبزادہ سید محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین جلال پور شریف کا نام پیش ہوا۔ مگر مولوی نادر شاہ صاحب مولوی ملتان کا نام لیا۔ اور اپنی ضد پر آخر دم تک اٹھ رہے۔ آخر کار حاضرین کے اصرار پر بغیر تقریریں ثالث کا رد والی شروع ہوئی۔

مولوی نادر شاہ صاحب نے کنز الدقائق سے جعلی شی من الطرق مسجد

(کتاب الوقف) پڑھ کر اپنا مدعا ثابت کیا۔ اور کنز الدقائق کے فارسی

اور دو تراجم پڑھ کر اپنے زعم میں بہت سے دلائل جمع کر لئے۔ خاکسار نے ذیلی شرح

کنز سے عبارت مذکورہ کا مطلب پڑھ کر عوام کے ذہن نشین کرایا۔ حوفا اذا جعل

فی المسجد عمر الخفاف اہل الامصار فی الجوامع و جاز کل احل ان یمنیہ حتی

والخائضین اللہ اور حاضرین پر حقیقت اچھی طرح واضح ہو گئی۔ کہ مسجد مسجدیت سے خارج

کبھی نہیں ہو سکتی۔ مسجد میں سے ہو کر بوجہ مجبوری گزر جانا اور چرے اور مسجد کو مسجدیت

خارج کر کے عام گزرگاہ جانوں اور انہوں کے لئے قرار دینا دوسری چیز ہے۔

لان المسجد لا یخرج من المسجد ابداً (شامی کتاب الوقف) استہاب والنظائر الفتن

الثالث فی احکام المسجد میں ہے لا یجوز اتخاذ طریق فیہ للمرء یعنی کیوں نہ بایان نا کثر

فی دخل من هذا وعدم الجواز صدق بالظاہر وبالکثر حقہ تخریماً اور فتاویٰ

عالمگیر جلد ۲ کتاب الوقف میں ہے۔ وان اراد اہل المحلۃ ان يجعلوا شئاً من  
 المسجد طریقاً للمسلمین فقد قبل لیس لہم ذالک وانیہ صحیح کذا فی  
 المخطط۔ اس کے جواب میں نادر شاہ صاحب کھسیانے ہو گئے۔ اور نسخہ واستہزا دخل  
 مجتہد سے وقت گذرنا شروع کیا۔ اور کہا کہ مقلد کا فرض ہے کہ اپنے امام کے قول  
 سے سند لے۔ دلیل المقلدان یستند بقول امامہ۔ نیز کثیر الدقائق متن ہے اور  
 زیلعی اس کی شرح ہے متن اور شرح میں اگر اختلاف ہو۔ تو متن کو ترجیح ہوگی۔ و  
 خاکسار نے اس کے جواب میں عرض کیا کہ نسخہ واستہزا شان مناظرہ کے خلاف  
 ہے۔ اور ایسے امور سے اجتناب ضروری ہے۔ چونکہ مقلد کی دلیل اپنے امام کا قول ہی  
 ہو سکتا ہے۔ لہذا مولوی صاحب جواز اتخاذ طریق من المسجد پر جب تک امام ابو حنیفہ کا  
 قول پیش نہ کریں۔ مجھے جرح کا حق حاصل ہے۔ یہاں متن اور شرح میں اختلاف موجود ہی  
 نہیں۔ بلکہ متن کے کلام کا مطلب شراح نے واضح کیا ہے۔ وہ المختار اور اس کے  
 متن تنویر الابصار میں بھی باب مکرویات الصلوۃ میں ہے کہ فخر ہما الوطء فوقہ و  
 البول والتعوط لانتہ مسجد الی عنان السماء واتخاذہ طریقاً بغیر عدل  
 وصرح فی المقنیہ بفسقہ باعتیادہ۔

لہذا یہاں قرآن میں ہی راستہ بنانے کو مکروہ تحریمی لکھا ہے۔ نادر شاہ صاحب اپنے کو حنفی  
 کہتے ہیں۔ مگر امام ابو حنیفہ رحمہ تو دیران شدہ مسجد کو بھی قیامت تک کے لئے مسجد ہی قائم  
 رکھنے کا حکم دیتے ہیں۔ ولو حارب ما حولہ واستغنی عنہ ببقی مسجد  
 عند الامام والثانی ابدأ الی قیام الساعة وبہ یفتی حاوی  
 الفتاوی اور ان الفتاوی علی قول محمد فی آلات المسجد وعلی قول  
 الی یوسف فی تابید المسجد (شامی کتاب الوقف جلد ثلث)

اب خاکسار نے امام ابو حنیفہ کا قول پیش کر دیا اور نادر شاہ کو بحیثیت  
 مقلد سے فوراً مان لینا چاہیے۔ ورنہ یا رکھیں۔ کہ صاحب ہدایہ کا درجہ صاحب  
 کمنز سے بہت بڑا ہے۔ اور ہدایہ میں ہے۔ ومن اتخذ ارضہ مسجد الم  
 لکن لہ ان یرجع فیہ ولا یرجعہ ولا یورث عنہ۔ یعنی واقف اور  
 ہابی مسجد کو بھی حق حاصل نہیں۔ کہ مسجد کی زمین کو کسی اور مصرف میں لائے۔ آخر

میں خاک رسے دردناک الفاظ میں حاضرین اور مولوی نادر شاہ سے اپیل کی کہ اللہ اس تانہ کو جانے دو۔ اور مساجد کی حرمت قائم رکھو۔ اور غریبوں کے سامنے ایک بڑی مثال پیش نہ کرو۔ اس اپیل پر ایمانداروں کے آنسو نکل پڑے۔ دل پیچ گئے۔ مگر نادر شاہ صاحب کا دل غم و غصہ سے بھر گیا۔ دلائل میں لا جواب ہو کر تسلی نہ ہو سکی۔ اور اپنی ذاتی بڑائی کا اظہار کرنے لگے۔ اور اپنا سید ہونا ظاہر کیا۔ سادات کے فضائل بیان کئے۔ اس کے جواب میں خاک رسے اپنی کم مائیگی اور کم عقلی کا اعتراف کرتے ہوئے خاندان بگویر کی علمی فضیلت و وقار کا مختصر ذکر کرتے ہوئے کہا ہے

گمچہ خردیم شبتے است بلند

ذرح آفتاب تابا بنیم

نور شاہ صاحب اگر سید ہیں۔ تو اپنے آبا و اجداد کی طرح مساجد کو آباد کریں۔ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے زندگی وقف کر دیں۔ اور تحفظ و حرمت مساجد کے لئے جان و مال کی پرواہ نہ کریں ورنہ مساجد کو برباد کر کے مساجد کی زمین پر غداقت کے انبار لگوانے سے سید ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور ایسی حالت میں کوئی شخص آپ کو سید ماننے کو تیار نہیں۔

اس پر نادر شاہ صاحب سابقہ طے شدہ تجویز کے مطابق خاک رسے پر لاشی لے کر حملہ آور ہوئے۔ مگر ہجوم نے انہیں خاک رسے تک نہ پہنچے دیا۔ اور اسی گڑ بڑ اور افراتفری میں نصف گھنٹہ ضائع ہو گیا۔ کسی قدر امن قائم ہونے کے بعد مولوی نظام الدین صاحب ملتان قسطنطنیہ میں دیکر کھڑے ہوئے۔ اور قسم کھا کر کہا۔ کہ میں انصاف کروں گا۔ اور سچ بچ کہتا ہوں۔ کہ مولوی نادر شاہ صاحب بچائی پر ہیں۔ اور راستہ بنانا جائز ہے۔ مگر چونکہ جعلی شی من المسجد طریقہ میں من بوضیہ ہے۔ لہذا تمام مساجد کا راستہ بنانا جائز نہیں۔ اہل وہ کو چاہئے کہ موجودہ راستہ کا نصف مسجد میں شامل کر دیں۔ بعد نصف بدستور رہنے دیں۔ اس کے بعد مولوی ملتان پر اعتراضات شروع ہوئے۔ اور اسی شور کی حالت میں مولوی نادر شاہ مولوی ملتان سے ہمارے ہوں کے ہجوم میں سے غائب ہو گئے۔

خاک رسے نے کھیرہ میں تین گھنٹہ قیام کیا۔ اور اسی روز آلہ ربوے سٹیشن سے

کاڑی پر سوار ہو کر دیس بھیرہ پہنچ گیا۔  
 الحمد للہ کہ حق کی آواز کا اثر ہوا۔ آندناور شاہ کی دھمکیوں کے باوجود سید  
 پاشتم شاہ صاحب سجادہ نشین گڑھا کی سعی اور اہل وہ کی ہمت سے دوبارہ مسجد کی  
 تعمیر شروع ہے۔ اور راستہ بند کر دیا گیا ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔  
 نیازمند طلوع محمد گوی۔ دیر رائے شمس الاسلام بھیرہ

## بدعات محرم

### کتب اہل سنت و کتب اہل تشیع کا متفقہ فیصلہ

(از مولوی محمد محمود صاحب ٹھٹھکا)

آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے دنیا کی تمدنی و اخلاقی حالت جس قدر  
 ناگفتہ بہ تھی۔ اس کا نقشہ صفحہ قرطاس پر کھینچنا ناممکن ہے۔ سید الانبیاء صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی تشریف آوری اور شمس اسلام کے طلوع سے جمالت اور کھڑکی رسوم  
 دور ہوئیں۔ اور ظلمت کی گھٹائیں جو فضا کے عالم پر مسلط تھیں۔ کافور ہو گئیں۔  
 ہوا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے  
 کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

علمائے اہل سنت و جماعت کا متفقہ اعلان۔ برادران اہل سنت و الجماعت  
 اگر آپ اپنے ایمان کو کامل کرنا چاہتے ہو۔ اور اپنے اعتقاد کو مضبوط کرنا چاہتے ہو۔  
 رسول محمد صلعم کے سچے عاشق بننا چاہتے ہو۔ تو اسجد الفقہ مفتہ دار ضرور خریدو  
 اور مطالعہ کرو۔ اگر پڑھنا نہیں جانتے ہو۔ تو اُپر دو خان سے پڑھا کر مطلب  
 سن لو۔ اور اس کی مستقل ہمیشہ حسرت داری رکھو۔ یہ اجارہ ہر انگریزی مہینہ کی  
 ۲۱ تا ۲۸ تاریخوں کو عرصہ ۱۴ سال سے نہایت آب و تاب سے وقت مقررہ پر  
 عمدہ نگہائی و چھپائی کیا قندہ شائع ہو رہا ہے۔ قیمت سالانہ للہ ششماہی عا۔ آٹھ ہی  
 نمونہ طلب کیجئے۔ ملنے کا پتہ پیچہ اخبار الفقہ امرتسر

اُونٹوں اور بکریوں کے چرواہے عالم کے نگاہ بان بن گئے۔ عرب کے خانہ بدوش دنیا کے معلم و ہادی بنے۔ اور آفتاب رسالت کی کرنوں سے صدیق و فاروق - عثمان و علی - ابوذر و مقداد و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم جیسے چاند تیار ہوئے۔ جنگی روشنی سے تمام عالم منور ہوا۔ بت پرستی - شرک اور جہالت کی رسوم یک دم نابود ہو گئیں۔ اور بت پرستی و سفہرک سے اجتناب کے لئے اس سختی کے ساتھ عمل ہوا کہ اسلام نے تصویق شدہ کو مطلق ناجائز و حرام قرار دیا۔ اور کفار کی مشابہت سے بھی منع فرمایا۔ صحت تشبہ بقوم فصوص منہم کا فرمان عالیشان نافذ ہوا۔ مگر آہ! آج اُسی امت مسلم کے بعض افراد اپنی نمک اسلام حرکات و سوانح خالفین اسلام کو طعن کا موقع دے رہے ہیں تقریباً پستی کے رنگ میں محرم کے دنوں میں جو مظاہرہ دعویٰ اسلام پیش کیا کرتے ہیں۔ اگر یہ اسلام اور توحید کا عملی نمونہ ہے۔ تو ایسے اسلام کو حقیقتاً قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہو سکتی ہے

مگر مسلمانی ہمیں است کہ شیعہ وارد

وائے گر در پس امروز بود مندرجائے

کتب فریقین سے کسی طرح ان بدعات کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ افسوس ہے کہ صحابہ امام حسین اور پیروان سنت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس قدر استی سے دور کیوں جا پڑے ہیں۔ شیعوں کے صدر الافاضل اور مجتہدوں کو چاہئے کہ کم از کم اپنی کتب کا مطالعہ کر کے اپنی قوم کو احباب و اجراء اور گمراہی سے بچائیں۔ اس جگہ مختصر فریقین کی مسلمہ کتب سے ان بدعات کا حرام ہونا ثابت کیا جا تا ہے و اعیننا اللہ البذلغ۔

### روایات کتب اہل سنت

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
لیس منا من ضرب الخذ ودر  
لشقی۔ المجبوب ووعی وبدوخی  
الجبالیۃ (شکۃ شریف) (سقی عید)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو اپنے  
رخساروں کو پیٹے اور گریبان کو بھاڑے  
اور زمانہ جاہلیت کے کام کرے۔ وہ  
ہم میں سے نہیں ہے



حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ہر اس شخص سے بیزار ہوں جو ماتم کے طور پر بال کٹے۔ یا زخم لگایا۔ داویلا یا نوحہ کیا اور

۱۲، عن ابی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انا یروی عنی من خلق و سلق و ضرق (متفق علیہ) کپڑے بھاڑے۔

لغت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور مجلس میں جا کر سنے والی پر۔

۱۳، عن ابی سعید الخدری قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النخبة (رواہ ابو داؤد)

### روایات کتب اہل تشیع

۱۱، امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے قول ولا یجینک فی مودف کا کیا مطلب ہے۔ (راوی نے کہا) کہا نہیں فرمایا۔ کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ علیہا السلام کو فرمایا۔ کہ میرے مرنے کے بعد اپنا منہ نہ پٹیا۔ بالوں کو کھول کر ماتم نہ کرنا۔ اور داویلا نہ کرنا۔ اور عورتوں کو جمع کر کے مجلس ماتم قائم نہ کرنا۔ نیز ایک ماتمی نہ پہننا۔

۱۱، عن اباجعفر علیہ السلام بقول ماترون ما قوتہ تعالیٰ ولا یجینک فی معروف قلت لا تقل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قل لفاطمہ علیہا السلام۔ اذا ماتت فلا تمشی علی وجہ ولا ترفی علی شہرا ولا تنادی بالویل ولا تعیمی علی نائحة و فی روایتہ لا یو دن ثوباً۔ (فروع کافی جلد دوم صفحہ ۲۲۸)

۱۲، امام جعفر صادق علیہ السلام سے سیاہ رنگ کی ٹوپی میں نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا فرمایا۔ اس میں نماز نہ پڑھو۔ کیونکہ وہ دوزخوں کا لباس ہے۔ اور امیر المومنین نے فرمایا کہ سیاہ لباس نہ پہنو۔ کیوں کہ یہ لباس فرعون کا ہے۔

۱۲، مثل الصارق علیہ السلام عن الصلوۃ فی القنصۃ السود فقال لا تقل فیہا فاند لباس اہل النار۔ وقال امیر المومنین فیما علم بہ لا قلبو السود فاند لباس فرعون (من لا یحضرہ الفقیہ ص ۱۸۱)

فروع کافی جلد دوم صفحہ ۲۲ پر بھی امام جعفر صادق علیہ السلام نے سیاہ لباس کو اہل نارا کا لباس قرار دیا ہے۔ ایام حرم میں شیعوں کا لباس یہی ہوتا ہے۔ اور دوزخ کا نقشہ

کھینچا جاتا ہے۔ اللہم اجزنا من اہل النار  
 رسول ابن عبد اللہ علیہ السلام قال قال  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرب المسلم  
 یدہ علی فخذہ عند المصیبۃ احباط لاجرہ  
 (فروع کافی جلد اول صفحہ ۱۲۱ سطر ۱۴)  
 ہم میں جعفر بن ابی جعفر قال قلت  
 ما الجرع قال استند الجرع الصرع  
 بالویل ولطم الوجه والصلہما۔ وجع  
 الشعر من النواضحی من اقام  
 النوحۃ فقد تناک الصبر  
 (فروع کافی جلد اول صفحہ ۱۲۱)

وہ رسالہ الخبیر مصنفہ علامہ حائری مجتہد شیعہ صفحہ ۲۵ پر درج ہے۔ کہ مہندی  
 نکالنا۔ اور تفریح داری کے بعض دیگر خلاف شرع رسوم جیسے ذوالجناح اور تفریح  
 کے ہمراہ طویل کا ہونا۔ اور ان کا نام محرموں کے سنانے مرثیہ پڑھنا۔ وغیرہ وغیرہ  
 مذہب شیعہ میں جن کی ذرہ بھر بھی اصلیت نہیں ان سے بچنا چاہیے۔  
 ۹۶ نمبر تک فصاحت ترجمہ اردو نہج البلاغۃ ص ۵۸۰ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ  
 کا فرمان موجود ہے۔ کہ جس شخص نے مصیبت کے وقت اپنا منہ نوچ لیا۔ اس کا  
 تمام ثواب برباد ہو گیا۔ اور صفحہ ۵۹۶ پر ہے کہ صبر کرنا واجب ہے بدون صبر  
 کے ایمان نہیں۔

رحمۃ من لا یحضرہ الفقیہ صفحہ ۱۴ مطبوعہ ایران میں درج ہے۔  
 میں جلد و قابو اور مثل مثلاً فقد جس نے قربانی۔ اور نقل آماری پس  
 خارج عن الاسلام۔ وہ اسلام سے نکل گیا۔

۱۰۰ انارۃ البصائر جلد ۲ صفحہ ۲۹۷ پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی وصیت درج  
 ہے۔ آپ نے اپنی بہن حضرت زینب کو ارشاد فرمایا۔ کہ میرے بعد منہ نہ پھینا۔  
 بال اپنے نہ نوچنا۔ اور گریاں چاک نہ کرنا۔ کیونکہ تم فاطمہ الزہرا کی بیٹی ہو۔

امید ہے کہ حق پسند انتخاص مندرجہ بالا والوں سے ہی راہ حق کو تلاش کر لیں گے۔  
اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقہ چل کر اللہ کی رضا حاصل کرنے  
کی سعی کریں گے۔ والسلام

(خادم اہل بیت - ابو محمد محمد مسعود ازہرہ)

منظر

(از عبد المجید اسلامیہ کولمبیا)

برحمت کن نظر بجال زارم یا رسول اللہ  
کجا جز سوئے بابت موت آرم یا رسول اللہ  
عالمہایم نسازد رستگارم یا رسول اللہ  
یکے از لطف تو امید دارم یا رسول اللہ  
بماند نور ایمان برت زارم یا رسول اللہ  
بذکر کلمہ تو جہاں سپارم یا رسول اللہ  
کنی روشن بنورت گور تارم یا رسول اللہ  
بنجیر انجام سازی صعب کارم یا رسول اللہ  
کہن از کردہ خود شرمسارم یا رسول اللہ  
کہن از زخم حجت و فغاںم یا رسول اللہ  
گزشت از حد و پامال انتظام یا رسول اللہ

گنہگار و سید کار و خوارم یا رسول اللہ  
بجز خدات کریمت نیست دیگر لجاؤ ماوی  
شفاعت گزینی در حق من امین شو و در نہ  
ندارم هیچ زاد راہ کہ در سفرم بکار آید  
ماہداری توجہ اللہ ز اغوائے مشیبا طینم  
زہے قیمت بوقت نزع گرباشی بیا لینم  
چو تاریکی گور آید بیادم جسم من لزد و  
لا لک بہر پریش در کجا آید چوں آندم  
بذیل عاطفت پوشی بروز حشر عیم را  
عطا کن مریم و صلت حزین خستہ حالت را  
جہاں حق نما این عاشق محزون را بنما

محمد بن علی بن ابی طالب  
کہن مشتاق وید آں دیارم یا رسول اللہ

# اسلام کی شہر سے اسلام کا خون

(از پروفیسر محمود علی صاحب کپور محمد)

(بعد اشاعت گذشتہ)

کیا غلط کہا تھا۔ میر غلام بھیک نیزنگ نے کہ مسلمانوں کے باہمی افتراق کے اسباب فرقہ بندی کے سوا کچھ اور بھی ہیں۔ انہوں نے تعلیم جدید کی ناکامی۔ رہنماؤں کی غلط کاری اور عقلی سطح کی پستی وغیرہ چند اسباب بیان کئے تھے۔ حالانکہ صرف یہی نہیں ہیں۔ بہت بڑا سبب افتراق کا یہ ہے۔ کہ ہمارے تمام لیڈر اور قومی کارکن معمولی معاملوں میں اپنی ذاتی رائے کو ایسا مقدس اور عظیم الشان تصور کرتے ہیں۔ کہ اس سے اختلاف کرنے والے کی بات سن نہیں سکتے۔ اور غصہ میں بھر کر مخالفت پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔ اجبار جماعت اسلام کے قلمی معاون چونکہ فرقہ بندی کی قباحتوں سے سخت متاثر ہیں۔ وہ کسی اور طرف توجہ نہیں کر سکتے۔ اور جو حملہ فرقہ بندی پر ہو سکتا ہے۔ اس کا زور کسی اور طرف ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ چنانچہ وہ میر نیزنگ کے جواب میں تعلیم کی ناکامی اور دیگر اسباب افتراق کا بندل بھی فرقہ بندوں کے سر پر لادنا چاہتے ہیں۔ (ہم اراپرل) حالانکہ غور فرمانا مشکل نہ تھا۔ کہ تمام کابجوں اور یونیورسٹیوں کی انتظامی باگ انہی بزرگواروں کے ہاتھ میں ہے۔ جو مسلمان تو ہیں۔ مگر اس کے سوا اور کسی خصوصیت کو ان کے نام نامی کے ساتھ پیوستہ کرنا سخت بے ادبی ہے۔ نتیجہ سنی خیالات رکھنے والے اس دربار میں باہمی تونفا رخانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ رہنمایان قوم برابر والوں کے ساتھ دست و گریبان ہو رہے ہیں۔ بوریا نشینیوں کی حکومت کا عوام پر ہونا بھی غلط ہے۔ تو خواص کی محفل میں ان کا کیا دخل۔ عقلی سطح کو تعلیمی روشن خیالی بلند نہیں کر سکتی۔ تو ان کا کیا بس چل سکتا ہے۔ جن کی آواز آزاد خیال طبقہ میں خندہ زن یا چیں بہ چیں ہونے کے سوا کوئی قیمت نہیں رکھتی۔ پس باہمی افتراق و انشقاق ہم سب کے رگ وریشہ میں سرایت کر چکا ہے۔ اور ہم جو دنیا کے کاروبار میں بھی کبھی متفق ہو کر کام نہیں کر سکتے۔ تو مذہبی فرقوں کو اختلاف

عناوہ کا واحد سبب قرار دینا کہاں تک حق بجانب ہے۔ حقیقت ہے کہ جب سے تعلیم جدید کا دور دورہ ہوا ہے۔ جو اسی وقت کے لیڈر تھے۔ ان کو معزول کرنے کا نوٹس دیا جا چکا ہے۔ اور ہمیشہ اس اعلان کی تجدید ہوتی رہتی ہے۔ اور ان کو کہ منصب کا یہ رد و بدل ضروری بھی تھا۔ مگر جب ہو گیا۔ اور جدید حکام نے تمام قومی سرشتوں کا چارج لے لیا۔ تو اب جو کچھ قومی پستی و ادبار کا الزام ہے۔ اختیارات رکھنے والے ہی اس کے ذمہ دار ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ کہ آج کی بدانتظامی کا الزام اُس وائسرائے کو دیا جاوے۔ جو ستر سال پہلے علیحدہ ہو چکا ہے۔ اُس وقت کے معزول حکام تہج عام رعایا کا ایک فرد ہیں۔ اور مانا کہ ادبار کے اندر وہ بھی مبتلا ہیں مگر تمام قوم پر ان کے اثر کو ماننا اور قومی بد حالی کو ان کے سرخونہ بے انصافی کی بدترین مثال ہے۔ وہ اب گوشہ نشین ہیں اور زمانے کی روش کو سمجھتے نہیں۔ اب جواب طلب اُن جماعتوں سے ہونا چاہیے۔ جو زمانہ کی رفتار سے پیدا ہوئی ہیں۔ اور جو زمانے کو سمجھنا ایک طرف اس کو سنوارنے اور بگاڑنے کا ہنر جانتے ہیں۔ اور جب وہ سب فرقہ بندیوں کے ساتھ ایک دبا میں گرفتار ہیں تو ایک دوسرے کو کیا الزام دے سکتے ہیں۔

بلکہ ہم نے تو سارا اکیٹ کی بدولت ایک اور تانٹا دیکھا۔ اس موقع پر تمام مذہبی فتنے خفی۔ دہائی بشیعہ سنی ایک ہو گئے۔ بلکہ احمدیوں کی وہ جماعت جو کسی کام میں غیر احمدیوں سے اتحاد نہیں کرتی۔ اس قانون کو غلط کہتے ہیں۔ متفق ہے۔ اور اس کے اختلاف کرنے والے اور اسلامی اتحاد عام میں رخنہ ڈالنے والے وہی لوگ نیکے۔ جو روشن خیالی کے دعویدار اور اتحاد کے علمبردار ہیں۔ اور اختلاف کے وقت صداقت سے آنکھ بند کر لینے کی جو عادت ہم میں راسخ ہے۔ وہ بھی اسی گروہ نے ظاہر کی۔ جمعیت علماء بار بار اعلان کرتی ہے۔ کہ قانون کی مخالفت میں ان نوجوانوں کی شا دیاں کرنی چاہئیں۔ جو قانونی عمر سے کسی قدر کم ہوں۔ مگر جوان ہوں صغیر سن بچوں کی شادی بغیر عدالت شرعی کے جائز نہیں۔ مگر جمعیت کو بدنام کرنے والے برابر ہی کہتے جاتے ہیں۔ کہ جمعیت صغیر سن بچوں پر ظلم کر رہی ہے۔ اختلاف رائے کے بعد یہی تہمت لگانے اور غلط الزام دینے کی عادت ہے جو فساد پیدا کرتی ہے۔ انصاف کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ تو اختلاف رائے سے کوئی قباحت پیدا نہیں ہو سکتی۔ پس ضرورت ہے انصافی کی اس عادت کو

اور غلط تہمت لگانے کی کوشش کو دُور کرنے کی ہے۔ کہ یہی فساد کا باعث ہوتی ہے۔ ورنہ فساد کو دُور رکھنا اگر اختلاف رائے کو الزام نہیں دیا جاسکتا۔ مذہبی فرقے لڑتے ہیں۔ مقدمات عدالت تک لیجاتے ہیں۔ اس پر اخبار جماعت اسلام لکھتا ہے کہ ”یہ المناک واقعات کس بات کا نتیجہ ہیں۔ کیا اس کا جواب اس کے سوائے کچھ اور ہو سکتا ہے کہ یہ ساری آگ فرقہ بندی کی لگائی ہوئی ہے۔ پیش آمدہ واقعات کو خوش اسلوبی سے سلجھانے کے بعد مسلمانوں کو اس امر پر غور کرنا چاہیے۔ کہ فرقہ آرائی کے بھوت کا کیونکر انتیصال کیا جاسکتا ہے۔“ (عمار اپریل)

فرقہ بندی چھوڑ دو۔ اٹھو خدا کا نام لو۔ اب نہایت ادب سے پوچھا جاتا ہے۔ کہ ہندو مسلمان اس سے بہت زیادہ اور آگے واپس لڑتے رہتے ہیں۔ اور مقدمات عدالت تک لے جاتے ہیں۔ کیا کہنا چاہئے؟ کہ یہ المناک واقعات کس بات کا نتیجہ ہیں۔ کیا اس کا جواب اس کے سوائے کچھ اور ہو سکتا ہے۔ کہ یہ ساری آگ ہندو دھرم اور مذہب اسلام کی لگائی ہوئی ہے۔ ..... عقلمند کو اس امر پر غور کرنا چاہئے۔ کہ مخالفہ دھرم اور مذہب کے بھوت کا کیونکر انتیصال کیا جاسکتا ہے۔

مت بنو ہندو مسلمان مت خدا کا نام لو

چھوڑو ایمان کو دھرم کو عیش لو آرام لو

اگر ایک دُور صحیح ہے۔ تو دوسری کیوں نہیں۔ اور فساد سے بچنے کے لئے شیخہ۔ سنی نہیں رہنا تو ہندو مسلمان کیوں رہنا چاہئے۔ مگر نہیں۔ نہ یہ آگ دہائی اور بدعتی کی لگائی ہوئی ہے۔ نہ دھرم اور اسلام کی۔ نہ فرقہ آرائی کے بھوت کا انتیصال ہو سکتا ہے۔ نہ دھرم اور مذہب کے فرشتہ کا۔ باوجود وہابی اور بدعتی رہنے کے اور باوجود ہندو اور مسلمان رہنے کے اگر تقاضائے فطرت پر عمل کریں۔ اور انصاف کو بالکل سے نہ دیں۔ نہ کسی کے درپے آزار ہوں۔ نہ کسی پر غلط اتہام لگائیں۔ تو نہ شک ہو سکتی ہے۔ نہ عدالت میں مقدمات جاسکتے ہیں۔ پس فرقہ بندی ہو یا مذہبی یا بندی پر صورت جیسا صحیح تدبیر بھی ہے کہ انصاف رحم اور باہمی سہار دہی پر عمل ہو۔ اور اپنی مثال آپ بن کر اپنے کے بعد دوسروں کو ترغیب دینے کے لئے زبان کھولیں۔ اور



اختلافات کا طعنہ دیئے بغیر انصاف کی تلقین کریں۔ اگر یہ نہیں ہے۔ تو فرقہ بندی چھوڑ دو کی رٹ لگائے اور ان کی عیب شماری کرنے سے ایک جدید فرقہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اور تعلیمی ناکامی وغیرہ نقائص کو ان کے سر تھوپ کر غلط انرا میں کا دروازہ کھولنے سے عناد و منافرت کی خلیج وسیع ہو سکتی ہے۔ اور کچھ دنوں میں یہ فرقہ آرائی کی مذمت کرنے والا فرقہ صلح جوں کی بجائے جنگ آور ہی میں کام پیدا کر سکتا ہے۔ اس سے زیادہ قومی خدمت اس طریق سے نہیں ہو سکتی۔ والسلام۔

## یا چنیاں کن یا چنیں

(از علامہ دستگیر صاحب بنچوہا جالندھری)

یا نگاہ را آشنائے حسن روز افزدن کمُن  
یا خود اندر ویدہ ذوق آشنا حُصُولت گزین  
یا چنیاں کن یا چنیں

یا دنا کمتر بنجواہ از مُسَم دُنیا طلب !  
یا بہ ایں سر سودہ جائے نمازہ ایماں آفرین  
یا چنیاں کن یا چنیں

یا عطا کن بے نیازی خوب رویاں را دگر  
یا دگر وہ عشق را سر پایہ ایمان و دین  
یا چنیاں کن یا چنیں

یا ز بنچوہ۔ بنچودہ دلوانہ را پینہاں کمُن !  
یا نہاں کن چہرہ زیبائے خود را آستین  
یا چنیاں کن یا چنیں



# نظم

## دور حاضرہ کی کیفیت

رازید ولایت شاہ اصغر نشی فاضل ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول سرگودھا

معاذ اللہ یہ کچھ بھی کہ ظلمت کو جلا سمجھے  
نقطہ مادہ پرستی کو ہی اپنا رہنما سمجھے  
ٹریپ بھی آف رہی جاتی یہی رازِ بلی سمجھے  
بنا کو ہم فروع سمجھے فروع کو ہم بنا سمجھے  
چلا جا دو زمانے کا عدد کو با وفا سمجھے  
شرعیت کو جفا سمجھے طریقت کو دغا سمجھے  
فقطا جن و ملق ہی سبب الیقا سمجھے  
ریا کاری کی میں میں توں یہی طرز وفا سمجھے  
ہے خط نامِ براعت یہی راہِ ہدیٰ سمجھے  
نبی دولت چراغِ راہ اسی کو ہم غنا سمجھے  
اسے ہم آجکل افسوس تسلیم و رضا سمجھے  
پھنسے صورت کی الجھن میں فنا کو ہم بقا سمجھے  
وفاحت کو جفا سمجھے خلافت کو دغا سمجھے  
ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے  
بہت نازک زمانہ ہے ہو کیوں غفلت سمجھے  
کہ دنیا با وفا سمجھے زمانہ با صفا سمجھے  
یہی ہے مقصدِ اصلی جسے سب اک عطا سمجھے

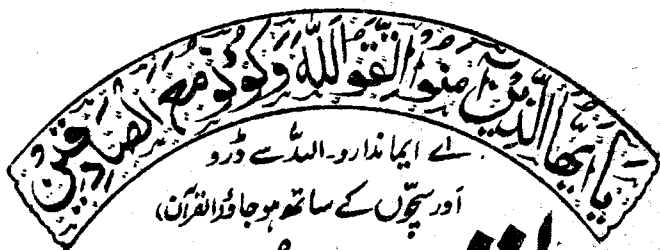
گھٹا کفر و ضلالت کی ہے چھائی ہم پھنسا سمجھے  
غضب سے معرفت چھوڑی سر اسر فرمایا والوں سمجھے  
نہ اب عشق ہے باقی نہ تاب حسن بھی باقی سمجھے  
گھٹا بدعات کی چھائی فضا نے دہریں لپی سمجھے  
عداوت دائمی پیدا ہوئی با ہم بگائوں میں سمجھے  
حقیقت کو کیا قرآن مجازی رنگ پر کیا سمجھے  
اخوت بھی شجاعت بھی گئی خود داری غیرت سمجھے  
برائے کسب دنیا دوں کہیں اپنی خود بھی سمجھے  
نہ ضبط نفس کی خواہش نہ ربطِ صدق کی حاجت سمجھے  
ہے براعتِ متناہی زرو مال و متاع و جاہ سمجھے  
چلیں دیدہ و دانتہ خلافِ راہ حق لیکن سمجھے  
گرفتارِ ملا ہی بتلائے عیش و عشرت ہیں سمجھے  
یہی فیضِ تمدن ہے یہی تعلیم کی بخشش سمجھے  
ہوئے دہر گویاں گئی زہرِ نریاں کی سمجھے  
اٹھو سمجھو ہو کیوں خوابِ گراں میں ست تمنا سمجھے  
چلو طرزِ زمانہ کے مطابق یوں تدبیر سے سمجھے  
خدا را شانِ توحید و رسالت کو بھی نہ بھولو سمجھے

سعادت بس کرو حاصل یہی تلقین اصغر ہے

حیاتِ دہر کا انساں فقط یہ دعا سمجھے

اصغر

عے بے حیائی عے والدین کی نافرمانی



# قطعیہ

مع

عقائد میرزا ایں

مؤلفہ

عمدۃ المناظرین سلطان العظیمین عالیجناب حضرت مولانا  
مولوی محمد اکرم صاحب المعروف قطبی شاہ صاحب  
قرشی جلی۔ رکن حزب الانصار بھیرہ  
مضائب

اراکین حزب الانصار بھیرہ۔ سالہ ۱۳۲۵ء سلام بھیرہ کیا تھیں  
(مطبوعہ منور پریس رگودہ)

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیا میں اس وقت مذہب بہت پھیل گئے ہیں اور آئے دن نئے نئے پیدا ہو جانے کی امید ہے۔ بسبب آزادی زمانہ کے اور عظاموجودہ مذاہب میں بھی ایک حق مذہب ہوگا۔ باقی سب جھوٹے تسلیم کرنے پڑیں گے کیونکہ اختلافی بات میں ایک ہی بات حق ہوتی ہے۔ مگر سب سے صفا جھوٹا مذہب اور نہایت ہی گمراہ مذہب وہ ہوگا۔ جو کہ خود مذہب بولے کہ میں جھوٹا ہوں۔ اور خود فیصلہ کرے کہ میں وہ مذہب ہوں کہ میرے اکثر فروع و اصول کی بنا جھوٹ ہے۔ بلکہ دین نام ہی جھوٹ کا ہے۔ چنانچہ ایسی صفت والا مذہب اگر کوئی دنیا میں ہے تو مذہب شیعہ ہے۔ کیونکہ مذہب شیعہ کے اصول و فروع کی بنا غالب اوقات تقیہ پر رہی ہے۔ اور ہے اور تقیہ نام ہے جھوٹ سفید صاف بلا ضرورت کا۔ لہذا کل مذہبوں سے جھوٹا مذہب شیعہ مذہب ہے۔ اور بے نظیر جھوٹا ہے۔

میرے اس گذشتہ کلام میں چند دعوے ہیں۔ اور ایک دعوے کو میں معتبر کتب مذہب شیعہ سے ثابت کئے دیتا ہوں۔ دعوے بتفصیل درج ہیں۔

(۱) تقیہ نام جھوٹ کا ہے۔

(۲) تقیہ نام جھوٹ بلا ضرورت و بلا خوف کا ہے۔

(۳) شیعہ مذہب میں دین نام ہی تقیہ اور جھوٹ کا ہے۔

(۴) اصولی مسائل و فروعی مسائل مذہب شیعہ میں تقیہ رائج رہا ہے۔ لہذا

مذہب شیعہ کی بنا تقیہ پر ہے۔

(۵) تقیہ یعنی جھوٹ بولنا ایسی عبادت مذہب شیعہ میں نہیں جس کی ترک

جائز ہو۔ مرتبہ سخت سنت واجب سے ترقی کر کے مرتبہ فرض عین تک پہنچ چکی ہے۔ شیعہ مذہب میں جھوٹ یعنی تقیہ کو ترک کرنا ایسا ہے جیسا نماد کو چھوڑ

دینا اور نہ پڑھنا۔

(۶) اگر ایک شخص نماز روزہ حج و زکوٰۃ ادا کرے اور جھوٹ نہ بولے دوزخی

ہے مذہب شیعہ میں اور اگر نماز روزہ حج و زکوٰۃ ادا نہ کرے اور جھوٹ بولتا رہے

تو وہ بہشتی ہے مذہب شیعہ میں۔ گویا جھوٹ بونا جلد از جلد بہشت میں شیعہ کو بھیجتا ہے۔ **خاتمہ**۔ آج تک کسی مجتہد عالم شیعہ تو بجائے خود آئمہ مذہب شیعہ کے بھی اس بات کا کبھی ثبوت نہیں دیا۔ اور نہ دیتے ہیں اور نہ قیامت تک دے سکیں گے۔ کہ شیعہ کا ایمان قرآن پر موجود ہے۔ بلکہ شیعہ کا قول ہے کہ یہ قرآن ایسا غلط ہے کہ اس جیسا عربی زبان قرآن شیعہ لوگ بھی بنا سکتے ہیں۔ اور یہ محرف مبدل قرآن صحیفہ عثمانیہ حضرت امیر عثمان کی تصنیف ہے۔ بلکہ ایسے دشمن شاکی قرآن ہیں۔ کہ پوسے دو ہزار سے زیادہ روایت کتب شیعہ میں وہ ملتی ہیں۔ جو شکایت اور مذمت قرآن میں ہیں۔ لہذا اپنی کتابوں کو قرآن شریف سے بھی صحیح مانتے ہیں۔ اور شیعہ کتابوں سے بھی زیادہ معتبر چار کتابیں جانتے ہیں جن کو (صحاح اربعہ) کا لقب دیتے ہیں۔ ان چار کتابوں کو نہایت عزت سے یاد کرتے ہیں۔ اور ان چار کتابوں کے جب نام بتاتے ہیں تو چوتھے ہیں۔ اور حزر جان سمجھتے ہیں۔ جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ کافی کلینی۔ من لایحضرہ الفقیہ۔ استبصار تہذیب الاحکام۔

جو چھ دعویٰ ماقبل میں میں نے ذکر کئے ہیں ان کے ثبوت میں افترا شیعہ پر نہ پابند ہوں گا۔ اور نہ شیعہ مذہب کی ضعیف اور غیر معتبر کتابوں سے دلائل بیان کروں گا۔ بلکہ ان چار صحاح اربعہ کتب شیعہ سے ثابت کروں گا۔ بنام و رسول حد کو چھوڑ کر نظر انصاف سے دیکھنا۔ اب میں دلیلیں ہر ایک دعویٰ کی تفصیل وار لکھتا ہوں۔ اور نہایت اختصار کو مدنظر رکھوں گا۔ اگرچہ ایک ایک دعویٰ کے ہزاروں دلائل کتب مذہب شیعہ سے مل سکتے ہیں۔ واللہ الموفق (دعویٰ اول)، تفسیر نام جھوٹ کا ہے۔ جھوٹ کہتے ہیں خلاف واقعہ کو یعنی ایسی بات کہی جو واقعہ میں نہ تھی۔ مثلاً ایک شخص واقعہ میں چور نہ تھا اور اس کو کہہ دیا کہ تو چور ہے۔ یا مثلاً ایک آدمی واقعہ میں بالکل بیباک نہ تھا۔ اور کہے لوگوں کو کہ اے لوگو! میں بیمار ہوں۔ بعینہ اسی کا نام شیعہ تفسیر رکھتے ہیں۔ اس کی دلیل وہ حدیث مذہب شیعہ کی لکھوں۔ جس کا ملاحظہ آپ اصول کافی کلینی جیسی معتبر کتاب شیعہ سے کر سکیں۔ اور حدیث بھی

ایسی نکتہ کہ جس کی روایت امام جعفر جیسے صادق آدمی کریں۔ یہ اور بات ہے کہ امام جعفر صاحب کے اوپر شیعوں کا یہاں باندھ رہے ہیں۔ وہ نہ اہل سنت کے نزدیک ایسے امور سے وہ بالکل بری تھے اور پاک امام تھے۔ صفحہ (۸۸) پر یوں تحریر فرماتے ہیں۔ عبارت بعینہ نقل کی جاتی ہے۔

عن ابی بصیر قال قال ابو عبد الله عليه السلام التقية من دين الله قلت امن دين الله قال اى والله من دين الله ولقد قال يوسف ليتخا العير انكم لسارقون والله ما كنا لو سرقوا شيئا ولقد قال ابراهيم اتى سقيم والله ما كان سقما (ترجمہ) راوی ابو بصیر کہتا ہے کہ کہا امام جعفر صاحب نے کہ تقیہ اللہ کے دین سے ہے۔ کہا امام صاحب نے کہ ہاں قسم سے خدا کی تقیہ دین اللہ سے ہے۔ اور تحقیق ضرور کہا تھا یوسف علیہ السلام نے کہ اے قافلہ والو تحقیق تم ضرور چور ہو اور قسم ہے خدا کی نہ چورائی تھی انہوں نے کوئی چیز اور ضرور تحقیق کہا ابراہیم علیہ السلام نے کہ تحقیق میں ہمارے ہوں۔ اور قسم ہے خدا کی کہ نہ تھے وہ ہمارے خدا دار اور محض انصاف تو مگر نظر رکھتے ہوئے آنکھ بے نقصبی کو ہلکے

دیکھیں۔ کیسے صاحب کلینی صاف صاف بتا رہے ہیں۔ کہ جو چور نہ ہو اس کو چور کہنا تقیہ ہے۔ جسے ہر شخص جھوٹ کہیگا۔ اور یہ کہ جو ہمارے واقع میں بالکل نہ ہو وہ کہے ہمارے ہوں یہ تقیہ ہے۔ جسے ہر شخص جھوٹ سمجھیگا۔ تو صاف ہی صاف معلوم ہوا۔ کہ جھوٹ اور تقیہ ایک شے ہے۔ اول دعویٰ تو ثابت ہو گیا۔

(ثانیہ) یاد رکھنا کہ یہ محض افتر ہے۔ کہ یوسف علیہ السلام نے جھوٹ بولا اس لئے کہ اس کی قرآن تردید کرتا ہے۔ کیونکہ قرآن نے یوسف کا لقب صدیق رکھا ہے۔ اور صدیق کہتے ہیں اس شخص کو لغت عربی میں جو ہمیشہ سچ ہی سچ بولے۔ چنانچہ سورہ یوسف میں یوں لفظ وارد ہیں۔

(یوسف ایضا الصدیق افئس) ترجمہ۔ اے یوسف تائید سچ بولنے والے بتلا تو) اے ہذا القیاس قرآن اس بات کی بھی تکذیب کرتا ہے کہ ابراہیم نے کبھی جھوٹ بولا۔ جیسا کہ ابراہیم کو بھی صدیق کا لقب عطا کرتے ہوئے خدا

فرماتا ہے۔ واذا کو فی الکتاب ابراہیم اندکان صدیقاً نبیاً ط۔  
(ترجمہ)۔ یاد کر لو کہ محمد کتاب میں ابراہیم علیہ السلام کو تحقیق وہ تھا نہایت سچ  
بولنے والا نبی۔ کیسی جرّہ مذہب شیخ میں ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی تہمت لگنا  
دینی کہ وہ بھی جھوٹے بولنے والے تھے۔ خصوصاً یوسف اور ابراہیم جیسے پاک

پیغمبروں پر۔ **مذہب اہل سنت و جماعت**۔ یوسف علیہ السلام کے متعلق اور ابراہیم  
علیہ السلام کے متعلق جو عقیدہ مذہب یہ کہتا ہے وہ تو ان کی معتبر کتاب کہینی سے  
آپ نے معلوم کر لیا ہوگا۔ اب ان پاک پیغمبروں کے متعلق مذہب اہل سنت و جماعت  
کا عقیدہ ہے۔ (عقیدہ)

جب یوسف علیہ السلام کے پاس سب بھائی آئے اور جانے لگے۔ تو  
حضرت یوسفؑ کو دل میں محبت پیدا ہوئی۔ کہ کسی طرح میرا خدا میرے حقیقی مادی  
پدری بھائی کو میرے پاس رہنے دیتا۔ اور مآں خدا کی جانب سے وحی ہوئی  
کہ فلاں برتن کو اپنے مادی پدری بھائی بیٹا میں کے محل اور سامان میں رکھ دو چنانچہ  
خدا فرماتا ہے **وَلَا تَلْكَ كَدَالًا** (یوسف) ترجمہ۔ اسی طرح ہم نے ایک جلد کرنے  
کا حکم دیا اسلئے یوسف کے) اور اس وقت یوسف علیہ السلام کو بھی علم نہ تھا۔ کہ کس  
حکمت کے لئے خدا نے یہ امر فرمایا ہے جب قافلہ والے سب بھائی یوسف  
کے پاس اپنے گھر کو متوجہ ہوئے۔ تو جس نوکر یوسف علیہ السلام کی تحویل میں وہ  
برتن تھا۔ اُس نے برتن کو ڈھونڈھا۔ اور نہ پایا۔ حالانکہ اس برتن کی جگہ پر  
کوئی آدمی سوا بھائی یوسف کے نہ آیا تھا۔ اس لئے اسی تولیدار نوکر نے یہ  
لفظ کہا۔ کہ اے قافلہ والو تم جو رہو۔ تو معلوم ٹھہرا۔ کہ (تم جو رہو) بقول یوسف علیہ السلام  
بالکل نہیں یہ تو ایک نوکر نے بولا۔ ذرا انصاف سے دیکھیں۔ کتنا افسوس ہے۔  
چنانچہ قرآن میں بھی ہے۔ **فَإِذْ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ آيَاتِنَا** (الہدٰی) کہ  
ترجمہ) پس آواز دی کسی آواز دینے والے نے۔ اس میں تو لفظ یوسف بھی نہیں  
کوئی آواز دینے والا ہے۔ تو وہ نوکر یوسف کے تھے۔ نہ یوسف۔

یہ انجیلوں میں ہے کہ یوسف نے اپنے

اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کے حق میں بھی اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ آپؑ  
کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ کتب علم طب میں لکھا ہے کہ غم سب بیماریوں سے ایک  
بیماری ہے۔ لہذا جب آپؑ کو کھارنے اس بات پر مجبور کیا۔ کہ عبادت بتوں  
کی کریں۔ تو آپؑ چونکہ بتوں کا نام بھی سُنانا نہ چاہتے تھے۔ تو عبادت کا نام  
سُنتے ہی بہت غمناک ہوئے۔ حالت غم میں کہا کہ میں بیمار ہوں۔ تو یہ  
بالکل سچ ہے کہ آپؑ غم جیسی بیماری سے بیمار تھے۔

بلکہ بڑے بڑے محقق عالم اہل سنت و جماعت نے اس حدیث کو بھی  
ضعیف قرار دیا ہے۔ بلکہ مرفود کہا ہے۔ جس میں یہ ذکر ہے کہ ابراہیم نے تین  
جھوٹ بولے چنانچہ صاحب نہر اس کتاب اہل سنت نے شرح العقائد  
کی شرح میں یہ لفظ صفحہ ۵۶ لم میں ارقام فرمائے ہیں۔ (مَنْ ذَاكَ  
قَوْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا لَكَ بِابْرَاهِيمَ) (ثلاث کذبات)

(ترجمہ) اسی مرفود قولوں سے ہے وہ جو قول نبی کا بنایا گیا ہے کہ نہ جھوٹ بولے  
ابراہیم نے۔ (مکرّمین)

(دوسرا دعویٰ) تقیہ نام جھوٹ بلا ضرورت شدیدہ و بلا خوف ہے

یعنی ادنیٰ سے ادنیٰ ضرورت میں بھی شیعہ جھوٹ بول سکتا ہے۔ اور مذہب شیعہ  
نے کوئی اندازہ ضرورت کا مقرر نہیں فرمایا۔ بلکہ شیعہ مذہب طائے آدمی کے دل پر  
مدار رکھی ہے۔ اور سپرد انسان شیعہ کے کر دیا ہے۔ کہ جس چیز کو ضرورت سمجھے

اس کے سبب بلا درجہ جھوٹ بولے۔ چنانچہ اصول کافی کلینی کے باب تقیہ  
میں تیرہویں حدیث صاف اس بات کی دلیل ہے۔ وہ حدیث بعینہ یہ ترجمہ نقل

کی جاتی ہے۔ عن ابی جعفر علیہ السلام قال التقیة فی کل

ضرورة وصاحبہا علمہا حین تنزل بہ (ترجمہ) روایت ہے

امام محمد باقر صاحب سے کہ فرمایا آپؑ نے تقیہ ضرورت میں ہے۔ اور صاحب

اس ضرورت کا آپؑ واقف ہو سکتا ہے۔ خوب واقف جس کو ضرورت نازل ہو

اس حدیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ شریعت نے انداز ضرورت

وتعیین و تحدید کوئی مقرر نہیں کیا۔ بلکہ صاحب ضرورت کی لئے پچھوڑ دیا گیا ہے۔



حتیٰ کہ نہایت اسی آدمی بات کو اگر کوئی شبہ ضرورت سمجھ لے۔ تو بھی جھوٹ  
بول سکتا ہے۔

علاوہ اس حدیث کے جو اول دعویٰ میں حدیث گذری وہ بھی دلیل قوی ہے  
کیونکہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام پیغمبر موعی کے علاوہ آپ اس وقت بادشاہ بھی تھے  
لشکر فوج۔ آلات جنگ دولت وغیرہ آپ کے تابع تھے تو کس سے خوف کر کے تقیہ کیا  
کوئی خوف نہیں تھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ خوف کا ہونا شرط تقیہ نہیں۔ ایسی دلیل ہے۔ مگر  
اسی دعویٰ پر خود صاحب فی نے بھی دلیل یہی قائم کی ہے۔ صافی اس کتاب کا نام ہے  
جو شرح اصول کافی کلینی کی ہے۔ چنانچہ اسی دوسری حدیث کی شرح میں صفحہ ماہریوں  
لکھتے ہیں۔ (پس کہے را منہ از تقیہ کے تو اس کو۔ کہ اس حاجت نیست چہ اس تل اس است  
کہ کہے گوید کہ یوسف علیہ السلام را حاجت نہ بود۔ تیری دلیل یہ ہے۔ کہ صاحب استنبصا  
نے ایک حدیث باب جواز التقیہ فی المسح علی شخصین ص ۳۹ جزو اول میں نقل کی ہے۔  
(ثلاثۃ) التقی فیہن احد اشراب المسکر و مسم الخفین و منعة  
الحج) کہا امام باقر نے کہ تین چیزوں میں ہیں کسی سے تقیہ نہیں کرتا۔ مسکر کا پینا  
اور موزوں پر مسح کرنا اور تنہا الحج) آگے چل کر صاحب استنبصا اس حدیث کا  
تیسرا معنی یہ کرتے ہیں۔ الثالث ان یکون احرادا ان و التقی فیہ احد اذا  
لہ یبغ الخوف علی النفس او المال وان لحقه احدی مشقة  
احتملہ و انما يجوز التقیة فی ذلک عند الخوف الشدید علی النفس  
او المال) ترجمہ۔ سوم یہ کہ امام نے یہ فرمایا ہو کہ میں ان امور میں کسی سے  
تقیہ نہیں کرتا۔ جب تک خوف جان یا مال کا نہ ہو۔ کچھ تھوڑی سی مشقت ہو  
تو اس کو برداشت کر لیتا ہوں کیونکہ ان امور میں تقیہ اُسی وقت جائز ہے۔  
جبکہ خوف شدید جان یا مال کا ہو۔

گویا تیسرا معنی حدیث کا یہ بیان کیا۔ کہ امام باقر صاحب فرمایا ہے میں کہ  
ان تین چیزوں میں ہر وقت میں تقیہ نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ چھوٹی مشقت سے  
نہیں تقیہ کرتا۔ ان تین چیزوں میں تب تقیہ کرتا ہوں۔ کہ خوف مال یا جان ہو  
تو صاف معلوم ہو گیا۔ کہ فقط ان تین چیزوں میں شرط ہے۔ کہ تقیہ تب کرو۔ جب

خوف مال یا جان ہو۔ ادنیٰ ادنیٰ مشقت میں نہ کرو۔ بخلاف ماسوا ان تین چیزوں کے ادنیٰ ادنیٰ مشقت کے لئے بھی تقیہ کرو۔ تو صریح معلوم ہوا۔ کہ جھوٹ بمعنی تقیہ ادنیٰ ادنیٰ بات سے بھی ہو سکتا ہے کوئی ضرورت شدیدہ شرط نہیں فقط تین چیزیں مستثنیٰ ہیں۔

تیسرا دعویٰ (شیعہ مذہب میں دین نام ہی تقیہ اور جھوٹ کہتے) یعنی جس نے تقیہ نہیں کیا۔ اس کے پاس دین بالکل نہیں ہے۔ بے دین بے ایمان یعنی کافر ہے۔ چنانچہ اصول کافی کلینی باب تقیہ کی حدیث دوسری کا یہ آخری فقرہ ہے۔ (ولا دین لمن لا تقیۃ له) ترجمہ۔ راوی ابو عمر عجمی روایت کرتا ہے۔ کہ کہا امام جعفر صادق نے کہ بالکل نہیں دین واسطے اس شخص کے کہ نہیں تقیہ واسطے اس کے اور اسباب تقیہ کی پانچوں حدیث میں ہے لا ایمان لمن لا تقیۃ له۔ یعنی کہا امام جعفر نے کہ نہیں ایمان اُس کا جس کا تقیہ نہیں۔

دعویٰ چوتھا۔ (اصولی و فروعی مسائل میں شیعہ مذہب کا تقیہ ہے) اصولی مسائل مذہب شیعہ میں سے بڑا اصولی مسئلہ امامت ہے۔ اور اس مسئلہ میں آتنا قدر کتمان اور تقیہ رہا ہے۔ کہ امامت علی کو کوئی جانتا ہی نہ تھا۔ از روئے مذہب شیعہ کے فقط دو کو معلوم تھا۔ یعنی فرشتوں سے محض جبرائیل کو اور انسانوں سے محض محمد رسول اللہ کو۔ چنانچہ اصول کافی کلینی باب کتمان کی حدیث دسویں کی یہ عبارت مود ترجمہ نقل کی جاتی ہے۔

قال ابو جعفر ولا ینبذ اللہ اسرہا الی جبرائیل علیہ السلام واسرہا جبرائیل الی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واسرہا محمد الی علی علیہ السلام واسرہا علی الی من نشاء انتہ قد یعون ذالک (ترجمہ) امام باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اللہ کی ولایت (یعنی مسئلہ امامت) کو اللہ نے جبرائیل سے بطور راز کے بیان کیا۔ اور جبرائیل نے پوشیدہ طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور محمد نے علی علیہ السلام سے پوشیدہ طور پر بیان کیا۔ اور علی نے پوشیدہ طور پر جن سے چاہا بیان کیا۔ مگر تم اب اس کو مشہور کئے دیتے ہو۔

تقیہ مسئلہ خلافت یا امامت جب دار ایمان و کفر تھا۔ تو پھر جن لوگوں  
 بندگوں نے پیچھے رکھا ہوگا اور جس کی وجہ سے سب کو تکبیر محمدؐ اور جبرائیلؑ کے اس  
 زمانہ میں بے ایمان ہو گئے ہونگے۔ ان کا قیامت کو کیا حشر ہونا چاہئے۔ ضرور یہ بہتان  
 اور افتراء ہے۔ یہ کیا دین ہے۔ جس سے نہ فرشتے خبر رکھتے ہوں۔ اور نہ انسانوں کو  
 علم ہے۔ خبر نہیں اتنا مخفی دین رکھنے کے قابل یعنی مذہب شیعہ کیوں آج کل اس کے  
 بانی اشاعت کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس حد تک شہرت دے رہے ہیں۔ کہ اذان میں  
 ولایت کا اعلان اپنی طرف سے اضافہ کرتے ہیں۔ مگر اس کا نتیجہ یہ ہو جاتا ہے۔ کہ دو  
 فتوؤں کے مستحق بن جاتے ہیں ساز و سامنے اپنے مذہب شیعہ (ا) مکار اور فریبی بنے ہیں  
 (ب) ملعون خدا بن جاتے ہیں۔ ویل فتویٰ اول تو یہ ہے۔ کہ اسی اصول کا قیام کلبینی  
 کے باب کتمان کی چھٹی حدیث بتاتی ہے کہ جو مسئلہ امامت و ولایت کو شائع نہ ہو  
 کرے وہ فریبی اور مکار ہے۔ چنانچہ عبارت بعینہ نقل کی جاتی ہے۔ مؤرخہ -  
 ۹ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال لے ما نرا ل سو ما مکتوما  
 حتی صار فی یدی ولد کیسان افتحد ثوبہ فی الطریق وقوی السواد  
 (ترجمہ) امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ کہ ہمارا راز یعنی مسئلہ امامت ہمیشہ پوشیدہ  
 رہے۔ یہاں تک کہ نہ زندان مکر و فریب کے ہاتھوں میں پہنچا۔ پس انہوں نے راستہ  
 گلی میں اور سواد و صوبہ کی بستیوں میں اس کا چرچا کیا۔ تو صاف لفظوں میں امام  
 جعفر صاحب اس امر کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ کہ جو لوگ مسئلہ ولایت و امامت  
 کا اعلان و چرچہ چاکرے وہ مکار و فریبی ہے۔

دوسرے فتوے کی دلیل یہ ہے کہ صفحہ ۳۹ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ باب  
 الاذان میں یوں صاحب لکھتے ہیں۔ ہذا احوال اذان الصحیح لا ینزید  
 ولا ینقص منه والمفوضۃ لعنہم اللہ قد وضعوا اجبارا  
 وزادوا فی الاذان محمد وال محمد خیر البریۃ موتین وفي بعض  
 روایاتھم بعد اشھاد محمد رسول اللہ اشھد ان علیا  
 ولی اللہ موتین (ترجمہ) یہی وہ اذان ہے جو صحیح ہے۔ نہ زیادہ کیا جاوے۔  
 اس سے اور نہ نقصان دیا جاوے اس کو مفوضہ پر لعنت کرے خدا کہ تحقیق بتا لیتے

ہیں مجدد آل محمد خیر البریہ یہ لفظ اور بعض روایات ملعونوں میں بعد استہجد ان محمد رسول اللہ کے قبہ اسفند ان علیا ولی اللہ دو باکتے ہیں۔

یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ اصولی مسائل مذہب شیعہ میں بڑا زبردست کامیاب تقبیہ رائج رہا ہے۔ اب یہ ثابت کرنا ہیں کہ فروعی مسائل میں بھی بہتے تقبیہ رائج رہا۔ اختصار کے طور پر دو حدیثیں کتاب استبصار کی مذہبوں۔

باب من اراد الاستنجاء صفحہ ۲۶ مارواہ احمد بن محمد بن محمد عن الدرقی عن وهب بن وهب عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال کان نقش خانہ ابی العزہ للہ جمیعاً وکان فی لیسارہ یسبغ دھا وکان نقش خانہ امیر المؤمنین الملک للہ وکان فیدہ الیسری ولسبغی بھا فضلاً مخبر مجمل علی التقبیہ۔

(ترجمہ) جو حدیث احمد بن محمد نے بنی سے انہوں نے وہب بن وہب سے انہوں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا میرے والد کی انگوٹھی میں یہ عبارت کندہ تھی۔ الخزفہ للہ جمیعاً۔ یہ انگوٹھی ان کے ہاتھ ہاتھ میں رہتی تھی۔ اور وہ اسی سے آبدست لیتے تھے۔ اور امیر المؤمنین کی انگوٹھی میں یہ عبارت کندہ تھی۔ الملک للہ اور وہ انگوٹھی ان کے ہاتھ ہاتھ میں تھی۔ اور اسی سے وہ آبدست لیتے تھے۔ یہ حدیث تقبیہ پر مجمل ہے۔

رواہ الصغار عن محمد بن عیسیٰ قال کتب اللہ حل حل یحب الوضوء مما خرج من الذکر بعد الاستبراء فکتب نعم فالوجه فیہ ان محمد علی ضرب من الاستبراء وذن الوجوب او ان محمد علی ضرب من التقبیہ لانه موافق لمذہب اکثر العالماتہ۔

(ترجمہ) جو حدیث صغار نے محمد بن عیسیٰ سے روایت کی ہے۔ کہ ایک شخص نے امام باقر کو لکھا کھیرا۔ کہ کیا جو چیز عضو مخصوص سے بعد منچر ڈالنے کے نکلتی ہے۔ اس سے وضو واجب ہے۔ امام نے لکھا کہ ہاں۔ تو مطلب اس کا یہ ہے کہ یا تو ہم اس حکم وضو کو استحباب پر مجمل کریں۔ نہ وجوب پر یا ہم اس کو ایک قسم کے تقبیہ پر مجمل کریں کیونکہ یہ مسئلہ اکثر سنیدوں کے موافق ہے۔

تو اب اس روایت سے صریح معلوم ہو رہا ہے۔ کہ استنجا کے مسائل جسے  
 فردی میں بھی تقیہ رہا ہے۔ تعجب ہے کہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ پر کیا افتراء  
 ہے۔ کہ لغو ذبالہ ایسے بے ادب تھے۔ کہ اللہ کا نام مقام استنجا پر لگاتے  
 تھے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب شیعہ میں تعصیم بھی دگنی ہے۔ کہ علی کرم اللہ وجہ  
 کے حق میں افتراء کیا جاوے۔ بلکہ اس سے پر تعجب اور بات باب تعدد اصول  
 کلینی حدیث دسویں میں تقیہ کو سب کرنا علی مرتضیٰ کا جائز بتلایا۔ عبارت  
 یہ ہے۔ ثم قال انما قال انکم مستدعون الی سبی فنبوئی  
 ثم تدعون الی البراءة منی وانی صلی دین محمد ولم یقل لا  
 تبروا منی۔ (ترجمہ) پس کہا امام جعفر صادق نے کہ میرا اس کے نہیں کہ فرمایا  
 علی صاحب نے کہ عنقریب تحقیق تم بلائے جاؤ گے طرف دشنام دی میری  
 کے پس سب کر دینا مجھے پس بلائے جاؤ گے۔ تم طرف تبرا کرنے کے حالانکہ  
 میں ابوہریرہ کے ہوں اور نہ کہا علی صاحب نے کہ نہ تبرا کرنا مجھے۔

واہ! عجب محبت علی ہے کہ سب دشنام دی بھی محبوب کی جائز ہو۔  
 (دعویٰ پانچواں کی دلیل) ترک کرنا نماز کا اور دیگر الفرائض کا اور ترک کرنا تقیہ  
 کا ایک جیسا ہے۔ یعنی جیسے نماز جیسے جیسے القدر فرض کا ترک کرنا گناہ ہے  
 ایسے اور اتنا قدر ترک فرض تقیہ کا کرنا گناہ ہے۔ چنانچہ کتاب من لا یحضرہ تقیہ  
 باب صوم یوم الشک ص ۱۴۸ جزو دوم میں حدیث مروی ہے۔

قال الصادق علیہ السلام لو قلت ان تارک التقیة  
 تارک الصلوة لکنک صادقاً۔

(ترجمہ) کہا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ اگر کہیں میں تحقیق ترک کرنے  
 والا تقیہ کا مثل ترک کرنے والے نماز کے ہے۔ معنی میں سچا ہونا گا۔  
 (چھٹے دعویٰ کی دلیل) اہل عبادتیں ہر کے بھی انسان تقیہ نہ کرنے  
 والا دوزخی ہے۔

پس کلمہ متفق علیہ شیعہ سنی کا ہے۔ کہ بروز قیامت جس کی دینی نیکیاں  
 کم ہوں گی گناہوں سے تروہ دوزخی ہو گا۔ مثلاً اگر اس قدر نیکیاں کم ہوں۔ کہ

دسواں حصہ نیکیاں ہوں اور نوحہ گناہ تو گناہ ہوں۔ دوزخی ہوگا۔ تو اب میں ثابت کئے دنیا ہوں۔ کہ نوحہ دین کا تقیہ ہے۔ اور باقی تمام عبادات ایک حصہ ہیں۔ تو ثابت ہو جائیگا۔ کہ اگرچہ انسان تمام عبادات نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ قربانی، فطرانہ وغیرہ وغیرہ ادا کرے فقط تقیہ کرے۔ تو نیکی کل دسواں حصہ ہونے کی وجہ دوزخی ہوگا۔ چنانچہ اصول کافی کلینی کے باب تقیہ کی دوسری حدیث کے اول ہی اہل یہ فقرہ موجود ہے جسے ساری دنیا کے شیعہ سنا نہیں سکتے۔ وہ یہ ہے۔

قال ابو عبد الله عليه السلام يا ابا عمران تسعة  
اعشار الدين في التقية۔

(ترجمہ) فرمایا امام جعفر صادق نے کہ اے ابو عمران کے نوحہ  
من جملہ دس کے تقیہ میں ہیں۔  
ترجمہ پیر قطبی شاہ قریشی رضا کار حزب انصار

## قادیانی اور لائہوی مرزائیوں کا عقیدہ

### مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت

اس کے متعلق اب زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی آنجنابی نے آیۃ حاکمۃ النیین اور حدیث کلابی بعدی کی پروا نہ کرتے ہوئے کلمۃ القاذبیں دعویٰ نبوت کر کے چالیس بیالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر قرار دے کر اورچند مسلمانوں کو مختلف اہل فریبوں سے اپنے ساتھ ملا کر جو فرقہ عالم اسلامی میں پیدا کر دیا ہے۔ وہ عصر حاضر کے افسوسناک ترین واقعات میں سے ایک ہے۔ مرزا غلام احمد کی زندگی میں دسویں جماعتیں (لائہوی اور قادیانی) مرزا صاحب کو نبی مانتی تھیں۔ احرار بھی مرزا صاحب کو ہر دو جماعتیں نبی مانتی ہیں۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر ثابت کریں گے۔ اور خود مرزا صاحب اور ان کی امت کے معتبر لوگوں کی شہادتیں پیش کریں گے۔ مرزا غلام احمد کی وفات کے تھوڑے ہی عرصہ بعد جانشینی کا

قضیہ حین اگید نتیجہ نکلا۔ کہ مرزاجی کی اہمیت دو جماعتوں میں تقسیم ہوگئی۔ ایک جماعت کو قادیان سے علیحدگی اختیار کرنی پڑی۔ اور اُس نے لاہور کو اپنا مرکز قرار دیا۔ چونکہ یہ جماعت نہایت مفلس تھی۔ اور قادیانی خزانہ سے اس کو کوئی حصہ نہ مل سکا تھا۔ اس کو عام مسلمانوں سے اشاعت اسلام کے بہانہ سے روپیہ حاصل کرنا تھا۔ یہ جماعت جانتی تھی۔ کہ مرزا صاحب کا دعویٰ صاف لفظوں میں پیش کر کے عام مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانے میں کچھ معتد بہ کامیابی نہ ہوگی۔ لہذا تفتیحہ کر کے مرزاجی کے دعویٰ نبوت کو ایک ایسے جدید عنوان سے ہی نہیں۔ بلکہ مرزاجی کی عبارتوں اور ان کے دعویٰ کو اس قدر مخوف کر کے پیش کیا۔ کہ ان عبارتوں کی صراحت اور ان کی جرأت علی الجہانت ویکبر آدی حیران رہ جاتے۔ یہ جماعت سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے اعلان کرتی رہتی ہے۔ کہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے۔ بلکہ بروزی اور جزوی نبی وغیرہ مانتے ہیں۔ اور بروزی نبی نبی نہیں ہوتا۔ اور ہم میں اور بزرگ ائمہ میں فروغی فرق ہے۔ اصولی فرق نہیں ہے۔ اور ہم تفرقہ کو پسند نہیں کرتے۔ اور ہم مسلمانوں سے ملنا چاہتے ہیں۔ یہ جماعت ایک اچھا بھی پیغام صلح کے نام سے نکالتی ہے۔ اسی وجہ سے اس کو پیغامی فرقہ کہتے ہیں۔ اس فرقہ کو قادیانیوں نے اپنے یہاں سے نکال دیا۔ لیکن کیا مسلمانوں نے ان کو اپنے ساتھ ملا لیا؟ یہ ایک سوال ہے جس کا جواب خود پیغامی ہی دے سکتے ہیں۔ اور جہان تک ہمارا خیال ہے۔ اب تک پیغامی مرزائیوں نے اس کا جواب پیش نہیں کیا۔ بلکہ اگر دیکھا جائے۔ تو وہ پیغام صلح کے نام سے بھی اسلام اور اہل اسلام کو پیغام جنگ ہی دیتے رہتے ہیں۔ اور اختلاف اور علیحدگی کی خلیج کو وسیع تر کرتے رہتے ہیں۔ غرضیکہ اس جماعت نے ایک عجیب طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ قادیانی جماعت کے لوگ اس معاملہ میں قابل تعریف ضرور ہیں۔ کیونکہ وہ مرزا صاحب کے دعویٰ کو مرزا صاحب ہی کی زبان سے پیش کرتے ہیں۔ لاہوریوں کو بھی لازم ہے۔ کہ منافقانہ طریق کو چھوڑ کر مرزا صاحب کی عبارتوں میں بجائے تعریف کے غور و فکر سے کام لے کر خواہ وہ عام مسلمانوں کے ساتھ مل جائیں۔ یا محمودی قادیانی بن جائیں۔ اور ہمیں شک ہے کہ اس طرح مناسب نہیں۔ آئندہ انہیں اختیار ہے۔

## مرزا جی کا ادعائے نبوت و رسالت

۱۱۔ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً (ترجمہ)  
کہہ دے اے مرزا۔ میں تم سب لوگوں کی طرف رسول اللہ ہو کر آیا ہوں۔

(انتہار مجید الاخبار مطبوعہ ۱۹ جون ۱۸۹۵ء)

۱۲۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں پس ہم نبی ہیں۔ بھلا ہم نبی نہ کہلا سکتے تو اور کون سا امتیازی لفظ ہے۔ جو دوسرے لوگوں سے ممتاز کرے۔

(اجار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

۱۳۔ میں مسیح موعود ہوں۔ اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے۔ (نزول المسیح ص ۸۴)

۱۴۔ رہا سچا خدا وہی ہے جس نے نادیان میں اپنا رسول بھیجا۔  
(دفاع البلاء ص ۱۱)

ان واضح اور صاف عبارات کے بعد بھی بیگامی یہی کہتے رہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ آج لاہوری اس غلطی میں مبتلا ہیں جس میں مرزا جی کا ایک مرید مرزا جی کی زندگی میں مبتلا تھا۔ اور خود مرزا صاحب نے اس غلطی کا ازالہ کیا ہے۔ لو پڑھو ایک غلطی کا ازالہ۔  
۱۵۔ چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا۔ کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے۔ وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں۔ حق یہ ہے۔ کہ خدائے تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صد بار دفعہ۔ پھر کون یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۱)

۱۶۔ نافرین یہ عبارت غلط ہے۔ مرزا صاحب کا ایک مرید مخالف کے اعتراض پر وہی جواب دیتا ہے۔ جو آج لاہوری پارٹی دیتی ہے۔ کہ مرزا صاحب کو رسول ماضی ہونے کا دعویٰ نہ تھا۔ اس جواب کو مرزا صاحب



صحیح تسلیم نہیں فرماتے۔ اور اس کی غلطی کا ازالہ کرتے ہیں۔ اگر واقعی مرزا صاحب کو نبوت و رسالت کا دعویٰ نہ تھا۔ جیسا کہ لاہوری کہتے ہیں۔ تو پھر مرید نے کون سی غلطی کی تھی جس کا ازالہ کیا گیا۔ مرید بیچائے نے تو صحیح جواب دیا تھا کہ مرزا جی کو نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ نہیں ہے۔ یہاں بحث دعویٰ اور عدم دعویٰ کی ہے۔ مرزا جی فرماتے ہیں۔ مرید کا جواب صحیح نہیں۔ بلکہ مجھ کو دعویٰ ضرور ہے ورنہ مرزا جی کی عبارت یوں ہوتی۔ واقعی مجھ کو نبی و رسول ہونے کا دعویٰ بالکل نہیں۔ میرے مرید نے نہایت صحیح جواب دیا ہے۔ جواب کی صحت کو تسلیم کرنا تو درکنار اس کی اور اٹھی تردید کر دی۔ کہ محض انکار کے الفاظ سے جواب صحیح کہیں مجھے دعویٰ ہے۔

### مرزا صاحب نے ہم کو مسلمانوں کا فرقرار دیا

(۶) ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اُس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں (جو مجھے نہیں ماننا۔ وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا حقیقتہً الٰہی صحت) مرزا صاحب نے اپنی جماعت کو حکم دیا ہے۔ کہ نہ ہاری نماز دوسرے مسلمانوں کے پیچھے قطعی حرام ہے۔ اور تم کو چاہئے۔ کہ تمام مسلمانوں کو بکلی ترک کردو۔ ورنہ تم خدا کے ملزم ہو جاؤ گے۔ تمہارے سب عمل ضائع و برباد ہو جائیں گے۔ مرزا جی کا فرمان ملاحظہ ہو۔

یہاں پس یاد رکھو۔ کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تم پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی کفر یا کذب یا منہرود کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہئے کہ تمہارا امام کو ہی ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی طرح حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے۔ کہ امام مکہ منکبہ جب مسیح نازل ہوگا۔ تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں۔ بکلی ترک کر دینا پڑیگا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو۔ کہ خدا کا التزام تمہارے سر پر ہو۔ اور تمہارے اعمال خبط ہو جائیں۔ اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔ (اربعین ص ۱۷۸) لاہوری احباب غور کریں۔ مہٹ دہری کو چھوڑ دیں۔ مرنے کے بعد خدا کے سامنے پیش ہونا ہے۔ ہمیشہ دنیا میں رہنا نہیں۔

مرزا صاحب نے اپنی جماعت کے علاوہ دوسرے مسلمانوں کے چھے نیاز  
پڑھنے کو حرام قطعی قرار دیا ہے۔ جیسے مسلمان خنزیر کو از روئے قرآن حرام قطعی  
یا سوہ کو حرام قطعی قرار دیتے ہیں۔ حرام قطعی کا منکر کافر موبہ ہے۔ اگر تم اس کا  
انکار کرو۔ تو احمدیت سے بھی مرتد ہو جاؤ گے۔ دوسرے مرزا جی کی بیعت  
میں بستے ہوئے اور ان کے دعاوی کو ماننے ہوئے تمہیں دوسرے مسلمانوں  
کو بھٹی ترک کر دینا پڑیگا۔ ورنہ تم خدا کے عزم رومو گے۔ اور تمہارے تمام  
اعمال جبط ہو جائیں گے۔ مرزا صاحب کے مسیح ہونیکا بڑا کارنامہ یہی ہے۔

رہا کفر و قسم کا ہے۔ ایک شخص اسلام ہی سے انکار کرتا ہے۔ اور آنحضرت  
صلعم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرا کفر مثلاً مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ تو  
اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے۔ اور اگر غور سے  
دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں (و حقیقۃً للہی مسیح)  
رہا یہ عجیب بات ہے۔ کہ آپ کفر کہنے والے اور ماننے والے کو دو قسم  
کے انسان بھیراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے (حقیقۃً للہی مسیح)  
ناظرین! ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص مرزا جی کی نبوت  
پر ایمان نہیں لانا۔ مرزا صاحب اس کو الیہا جی کا فر قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ  
خدا اور رسول کا منکر کافر موبہ ہے۔ لاموسی مرزا میں کا یہ کہنا کہ ہم کسی کلمہ کو  
کو کافر نہیں کہتے۔ مرزا صاحب (جو حکم سکیر آئے ہیں) کے فتوے کے بالکل خلاف ہے۔  
حکم نور وین کی شہادت۔ آپ فتویٰ پوچھتے ہیں۔ کہ جس میں ۹۹ وجہ کفری ہو  
اور ایک موجب اسلام کی ہو۔ اسے ہم کافر کہہ سکتے ہیں۔ یا نہیں؟

یہ حیرت انگیز اور بودا سوال ہے کہ آپ تو ۹۹ کا سوال فرماتے ہیں۔ میں تو  
صرف پانچ وجہ کا تذکرہ کرتا ہوں۔ ایک شخص فرشتوں کو مانتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ  
وسلم کو کائنیاں دیتا ہے۔ تو اس میں ایک وجہ اسلام کی اور ایک وجہ کفری۔ تو کیا آپ سے مومن  
مسلمان کہیں گے۔ براہِ مہاشی سینکڑوں اور کفر کے لیے ہیں۔ کہ ان میں ایک کا بھی معتقد ہو  
تو کافر ہو سکتا ہے کیا؟ ۹۹ مثلاً کوئی کہتا ہے خدا کا ماننا نحو ہے۔ یا کہ رسول اللہ  
کا اعتقاد بیہودہ ہے۔ تو کیا آپ کو اس کے کفر میں تردد ہوگا؟ (باقی طرہ)

# مَنْ أَنْصَارُنِي إِلَى اللَّهِ

حزب انصار ایہ مخلص رکھوں کی جماعت ہے جیسا مقصد و جہد خدمت اسلام و مسلمین ہے  
پہرے لگانے کیلئے اس کا داخلہ کھلا ہے۔ ہر وہ مسلم جس کے سینہ میں تولدِ عمل ہو جو وہ ہے جو حق اسلام کی  
زبوں عالی سے متاثر ہو کر عملی کام کرنے پر آمادہ ہو۔ اس کا فرض ہے کہ حزب الانصار میں شامل ہو  
کر ایک نظام کے ماتحت سرگرم عمل ہو جائے۔

**اغراض و مقاصد** (۱) اندرونی و بیرونی محلوں سے اسلام کا تحفظ تبلیغ و اشاعت اسلام۔  
(۲) اصلاح رسوم (۳) احیاء و اشاعت علوم دینیہ۔

**طریقہ کار** (۱) اسلامی علوم کی تعلیم و تدریس کیلئے ایسے دارالعلوم کا اجراء جس میں طلباء و دینیات  
کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے مکمل عالم مبلغ اور مناظر بن کر نکلیں۔ اہل عوام کی  
ہدایت و تقویت دین کا باعث بنیں۔ (۲) ایسا کتب خانہ قائم کرنا جہیں جملہ علوم و فنون  
دیگر مذاہب باطلہ کی کتب جمع کی جائیں۔ جن کے مطالعہ سے مدرین و مبلغین اور طلباء کی نظر  
غائر اور خیالات عالی ہوں۔ اور عام نشانیقین اس کے مطالعہ سے مستفیض ہو سکیں۔  
(۳) مبلغین و کارکنان کی ایسی جماعت کا قیام جو بذریعہ وعظ و تقریر عامہ مسلمین خصوصاً وہاں تک  
تبلیغ احکام الہی کریں جس سے ان کے اخلاق و معاشرت کسب معاش و رسوم و معاملات  
شرعیہ کی مطابقت ہو سکیں۔ (۴) اغراض مذکورہ بالا کی اشاعت کیلئے رہا پوری رسالہ کا اجراء۔

## ضرورت ہے

ضرورت ہے سرفروش مجاہدین کی جو مذکورہ بالا لائحہ عمل کی تکمیل کیلئے کارکنان حزب  
کا باقہ بٹائیں۔ یہ کام افراد کا نہیں بلکہ جماعت کے ذریعہ ہی سرانجام ہو سکتا ہے۔ جماعہ مسجد  
بھیرہ میں دارالعلوم عزیز قیام ہو چکا ہے جس میں علوم غریبہ اسلامیہ کی مکمل تعلیم و تدریس طلباء  
کیلئے رہائش و خوراک کا انتظام ہو رہا ہے۔ جو نہ ہی سرکاریہ کتب خانہ کے قیام کیلئے مشکلات  
درپیش ہیں۔ درمندانہ حضرات کتب خرید کر وقف فرما دیں اس طرح سے آسانی کیساتھ کتب خانہ  
قائم ہو سکتا ہے۔ یتیم لا وارث اور غلس بچوں کی تعلیم و تربیت خوراک و رہائش کیلئے مکمل انتظام  
کیا گیا ہے مبلغین و دیہات میں دورہ کر کے نئی زندگی کی روح پھونک رہے ہیں۔ رسالہ  
شمال اسلام حزب الانصار کی طرف سے جاری ہے۔ ان تمام مصارف پر دوسو روپیہ  
ماہوار سے زیادہ خرچ ہو رہا ہے حزب الانصار کے مجلس سبکیں مکرور ملت سے بتیاب  
کارکن اپنی حیثیت سے زیادہ مصارف کے منتحل ہیں جملہ اہل اسلام کا فرض ہے کہ اس کار خیر میں  
حصہ لیں۔ آگ میں آکر گر اچانہ دیکھتا ہوا۔ ائمہ کے ساتھ اگر مروانگی کا جوش ہے۔



بیکر کن لے فدان وغنیت شاعر

زراں بیشتر کہ بائیم برآید فسلان غمانہ

## موت عمل

حزب الانصار کے مقاصد و اغراض و طریقہ عمل سورت رسالہ کے تیسرے صفحہ پر درج ہے۔ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ سوچے کہ یہ کام اسلام اور مسلمانوں کے فائدہ کے ہیں یا نہیں اگر ہیں تو کیا اس کا فرض نہیں کہ اس خدمت میں حسب توفیق حصہ لے۔ ذیل کے طریقہ عمل آپ اس اسلامی پورے کی آمیزشی دیکھ سکتے ہیں۔

۱۔ اپنی ماہواری آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں جو ماہ بجاہ حزب کو پہنچتا ہے نیز اسکے کن بنکر اور دوسروں کو رکن بننے کی ترغیب دیکر اس کا حلقہ کار وسیع کیجئے۔

۲۔ اپنی زکوٰۃ صدقہ و خیرات اگر سب نہیں تو اس کا بڑا حصہ و اعلیٰ عزم غریب کے غریب نادار طبلاء اور یتیم و لاوارث بچوں کیلئے عطا فرمائیں جنکی تعلیم و تربیت۔ خوراک و رہائش کا ذمہ حزب الانصار بنے لے رکھا ہے۔

۳۔ ماہواری رسالہ شمس الاسلام کے پیر یا دیگر حزب الانصار کو اس کے مالی مصارف سے سبکدوشی میں امداد دیجئے نیز رسالہ کی اشاعت و وسیع کر نیلے لئے سعی فرمائیے۔ کم از کم کوئی گاؤں ایسا ہے جس میں رسالہ نہ جاتا تو یقیناً جائے کہ رسالہ کا ہر ماہ کسی جگہ جانا ایک مکمل عالم وسیع اور سفاک بھائی کے برابر ہے۔ یہاں میساکین و غریب آبادہ مسلم کیجئے جہاں ملیں۔ ان کو تعلیم و تربیت کیلئے دوا و علوم غریبہ بھیرہ میں بھیج دیں۔ ہمارے قریبی صحبت کے اثر سے سچ کر اسلام کے خادم بن سکیں۔

۴۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کیلئے کم از کم چار سال کیلئے دوا و علوم غریبہ میں بھیجیں۔ چار سال میں معمولی قابلیت کے طالب علم کو کافی استعداد حاصل ہو سکتی ہے۔ یہاں ان مساجد کو مجبور کریں کہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ اور اپنے بچوں کو چار سالہ نصاب کی تکمیل کیلئے بھیرہ میں بھیجیں۔

۵۔ اصل قلم حضرات رسالہ کی قلمی اعانت سے دریغ نہ فرمائیں۔ اور غیر حضرات کا فرض ہے کہ کتابیں اپنے پاس سے یا خرید کر کتب خانہ حزب الانصار کیلئے وقف فرمائیں۔ تاکہ یہ صدقہ جاریہ کا کام دیکھیں۔ جن جن کتب کی ضرورت ہے وہ بذریعہ استفسار معلوم فرمائیں۔

۶۔ اپنے علاقہ میں غیر نصاب کی تبلیغی جدوجہد دیکر کوئی قلم سے مطلع فرمائے رہا کریں۔ اور اگر ضرورت ہو تو حزب الانصار کے معین طلب فرما کر تبلیغی جلسہ کے انعقاد کا انتظام فرمائیں۔

۸۔ اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہیں۔ تو شعبہ تبلیغ حزب الانصار میں اپنا نام درج کرائیں۔

العارضی ناظم حزب الانصار بھیرہ (پنجاب)